لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

درگہِ میر و وزیر

"اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نسبت، اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! اے بندگانِ خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں (مبتلا ہو) یہ نفاق کب تک رہے گا؟ اے (دنیا پرست) عالمو! اور زاہدو! شاہان و سلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے کہ ان سے دنیا کا زر و مال اور اس کی شہوات و لذات لیتے رہو، تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم و خائن بنے ہوئے ہیں، بارالٰہا! منافقوں کی شوکت توڑ دے اور ان کو ذلیل فرما، ان کو توبہ کی توفیق دے، اور ظالموں کا قلع قمع فرما اور زمین کو ان سے پاک کر دے یا ان کی اصلاح فرما۔"

"تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالموں کی خدمتگاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا، تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان (ظالم) بادشاہوں کا خدمتگار بنا رہے گا، جن کی خدمت میں لگا ہوا ہے، ان کی بادشاہت عنقریب مٹ جائیگی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا، جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔"

(شیخ عبد القادر جیلانی، از فیوض یزدانی مجلس ۵۲)

Regd No. LW/NP 56

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 226007 (INDIA)

Phone: 42948 / 49747

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام کی چند اہم مطبوعات

ارکانِ اربعہ

از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

نامور اہلِ نظر و اہلِ فکر کی نظر میں

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم لکھتے ہیں:۔

"مصنف کی تمام کتابوں میں یہ کتاب شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی اس سے محروم نہ رہے اور اس لائق ہے کہ دینی مدارس کے نصاب میں اسے رکھا جائے۔"

("معارف" اعظم گڑھ)

مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے لکھا ہے کہ:۔

"شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے بعد یہ علم "اسرار شریعت" متروک سا ہو گیا تھا۔ . . . . . بڑی خوشی کی بات ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے . . . اس علم کا احیاء ہی نہیں کیا بلکہ اسے آگے بھی بڑھایا ہے۔"

(رسالہ "برہان" دہلی)

مولانا سید احمد عروج قادری لکھتے ہیں:۔

"فاضل مصنف نے اپنی بے حد قابل قدر کتاب میں ارکان اربعہ کی شرعی حیثیت، دین میں ان کی اہمیت، اجتماعی زندگی میں، ان کے مقام اور مقاصد اور اسرار سے بحث کی ہے۔ . . . . (اسرار شریعت کے نامور مصنفین کی کتابوں سے استفادہ) کے علاوہ خود مولانا کے احساسات و تأثرات، فہم و بصیرت نے اگلے علماء کے افادات میں چار چاند لگا دیے ہیں۔"

(رسالہ "زندگی" رامپور)

کتابت و طباعت دیدہ زیب، خوشنما و سادہ ڈسٹ کور، قیمت علاوہ محصول ڈاک، مبلغ پندرہ روپے

عالمِ عربی کا المیہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی اہم تصنیف

مصنف کی ان معرکۃ الآراء تقریروں کا مجموعہ جو عالمِ عربی میں قومیت عربیہ کی تحریک کے فروغ اور صدر ناصر کی قوم پرست و اشتراکیت نواز قیادت کے شباب اور عربوں کی اسرائیل سے عبرتناک شکست کے دوران، مشرق وسطیٰ کے اہم شہروں میں کی گئیں، اور وہ مقالات جنھوں نے عرب دنیا میں ایک حرکت و تموج پیدا کر دیا۔

اس مجموعہ میں عربوں کی ناکامی کے حقیقی اسباب، غیر دینی قیادت رُخ کو تبدیل کرنے کی سازشوں کو بے نقاب اور قرآن مجید کی عالمگیر و زندہ جاوید صداقتوں کو آشکارا کیا گیا ہے — یہ صداقتیں وقتی اور مقامی نہیں ہیں اور نہ ان خطرات ہی کا کلی طور پر ازالہ ہوا ہے اس لئے یہ مضامین ہمیشہ تازہ اور یہ کتاب ہر جگہ اور ہر زمانہ میں قابل مطالعہ ہے۔

دوسرا ایڈیشن اہم اضافوں کیساتھ معیاری کتابت و آفسٹ طباعت کے ساتھ قیمت -/12

مع محصول ڈاک رجسٹرڈ -/13

مذہب و تمدن

اس میں بتایا گیا ہے کہ کائنات خالق کائنات اور مقصد حیات کے بارے میں صحیح عقیدہ اور صحیح علم ہی پر ایک استوار معاشرہ اور صالح تہذیب و تمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے، دنیا اب تک جن تہذیبی ادوار سے گذر چکی ہے وہ کن عقائد و نظریات کی پیداوار تھیں اور اسلام سے کس طرح ایک صالح اور صحت مند تمدن کا وجود ہوتا ہے۔

معیاری کتابت، آفسٹ طباعت

مجلد قیمت اردو -/7

" انگریزی -/8

علاوہ محصول ڈاک

مقالاتِ سیرت

از ڈاکٹر محمد آصف قدوائی

مصنف نے اسلامیات، جدید موضوعات اور حالات حاضرہ سے گہری واقفیت سے کام لیتے ہوئے سیرت طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے، انھوں نے اس میں سیرت کا تمام جائزہ لیکر اس کی روح و عطر کو عصری اسلوب میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، اور سیرت مطہرہ پر ہونے والے جدید و قدیم اعتراضات کو معذرت خواہانہ انداز کے بجائے محققانہ اور پر اعتماد طریقے سے رد کیا ہے۔ صفحات ۲۴۸

قیمت 15/- علاوہ محصول ڈاک

مجلسِ تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۷ - ۱۰ جون ۱۹۸۰ء ـــــ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ شمارہ نمبر ۱۵

زرِ تعاون

اندرون ملک ـــــ ۱۶ روپے

فی پرچہ ـــــ ۸۰ پیسے

بیرون ملک، بحری ڈاک جملہ ممالک ـــــ ۴ پونڈ

ہوائی ڈاک

ایشیائی ممالک ـــــ ۶ پونڈ

افریقی ممالک ـــــ ۷ پونڈ

یوروپ و امریکہ ـــــ ۹ پونڈ

ہوشیار اے ملّتِ بیضائے ما

عرب حکام کی ڈکٹیٹرانہ ذہنیت اور فرعونی مزاج کے بارہ میں ایک بار عرب دوستوں سے گفتگو ہو رہی تھی (یہ گفتگو ایک بڑے عرب ملک کی راجدھانی میں اور وہاں کے سربراہ کے بارہ میں تھی) کہ ایک دوست نے بڑے درد و کرب سے کہا:-

"اگر تم ہزار پردوں کے پیچھے اور تہہ خانے کے اندر بھی ان احکام پر تنقید کروگے تو پولیس کے کتّے آجائیں گے اور تم کو وہ سزا دیں گے کہ خدا کی پناہ، لیکن اگر تم چوراہے پر علی الاعلان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو گالی دوگے تو کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا، بلکہ تمہاری ہمت افزائی کیجائیگی۔"

ہم جیسے دینی ماحول کے پروردہ ہندوستانی کے لئے یہ بات حیرت انگیز ہونی چاہئے اور غالباً ہمارے قارئین اس کو انتہاپسندی سے تعبیر کریں گے اور اس کو ناممکن تصور کریں گے، ہم نے دینی و ملّی غیرت و حمیّت کے جس ماحول میں پرورش پائی ہے اس کا یہی تقاضا ہونا چاہئے، مگر عرب حکام کا معاملہ اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ اب دینی و ملّی حمیّت اور غیرت نام کی کوئی چیز ان کے اندر نہیں رہ گئی ہے۔

ہم نے گذشتہ شمارہ میں روسی آدم خوری کی طرف جو اشارہ کیا تھا وہ صرف افغانستان کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ کمیونزم جہاں بھی جاتا ہے وہ دینی و ملی سرمایہ کو برباد کرنے کے ساتھ انسانی نسل کشی کا بھی مرتکب ہوتا ہے، اس خیالی جنّت کے جہنم میں کتنے ملک جل کر خاک ہو چکے ہیں اور کتنے جل رہے ہیں اور کتنے ہیں جو اس آگ کے دہانے پر کھڑے گرنے کی تیاری کر رہے ہیں، غیر مسلم ملکوں کو تو چھوڑیئے کہ ان کی لنگوٹی بھی باقی نہیں رہی، مسلم ملکوں میں مصر پہلا شکار تھا وہاں اس نے کس طرح تباہی و بربادی پھیلائی ہے یہ ڈھکی چھپی بات اب نہیں رہی۔ عراق، عدن اور شام و لیبیا اب اس جہنم کے ایندھن بن رہے ہیں اور وہاں جانی مالی تباہی کے ساتھ دین و مذہب پر بھی ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

لیبیا کے کرنل قذافی کے متعلق آپ نے پڑھا ہوگا کہ وہ حدیث شریف کا انکار کرتا ہے، لیکن لیبیا کی وزارت اطلاعات کی طرف سے شایع ہونے والے رسالہ "الزحف الاخضر" میں ایک مقالہ نگار نے جو ہرزہ سرائی کی ہے وہ کسی تبصرہ کے بغیر آپ کی خدمت میں پیش ہے:-

"اللہ نے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں مداخلت کر کے ہمیں اس کا عادی بنا دیا ہے کہ ہم ہر معاملہ میں اس کی طرف رجوع کریں، آخر اللہ چاہتا کیا ہے، اس نے پھر دوبارہ کوئی نبی کیوں نہیں بھیجا، ہمارے پاس صرف قرآن ہے، بھلا اس سے کیا ہوتا ہے؟"

پھر آگے ارشاد ہوتا ہے:-

"مالک، ابوحنیفہ، احمد بن حنبل اور شافعی (ائمہ مذاہب اربعہ) جیسے مغفلوں نے اپنے طرز عمل سے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے، اے مسلمانو! تم اپنی عقلوں کو استعمال کیوں نہیں کرتے، ابوہریرہ اور بخاری جیسے درویشوں اور مسکینوں کی روایتوں سے تم خوفزدہ کیوں ہو، اللہ بہت جلد ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کی عطا کردہ عقل سے کام لے کر عرب وحدت کی دعوت دے گا اور وہ تم سے مطالبہ کرے گا کہ تم ان جھوٹی حدیثوں کی کتابوں کو نکال پھینکو اور جلا ڈالو۔"

(رسالہ الزحف الاخضر شمارہ ۸، مورخہ ۲ مارچ ۱۹۸۰ء)

تازہ پرچے میں ایک قدم آگے بڑھ کر (معاذ اللہ) ذات باری تعالیٰ کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی کی گئی ہے کہ اگر ابوجہل و ابولہب بھی ہوتے تو شرم سے آنکھیں نیچی کر لیتے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"صرف اللہ ہی ہے جو اشتراکیت کا دشمن ہے وہ انسانی آزادی و استقلال کا بھی دشمن ہے۔"

ہم نے دل پر جبر کر کے نقل کفر کفر نباشد کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ بالا اقتباسات نقل کر دیے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں اتنے سخت الفاظ ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں (قاتلهم الله انى يؤفكون)

ہم نے یہ اقتباسات بغیر کسی تبصرہ کے نقل کر دیے ہیں تاکہ فیصلہ خود آپ کریں، ہاں یہ سوال ضرور کریں گے کہ ہماری غیرت و حمیت کہاں سوگئی ہے،

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ سولہ روپے ارسال فرمائیے، اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ 19/25 Rs. کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے

عمل کا دار و مدار نیّت پر ہے

مولانا سید عبد الحی حسنیؒ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء ويقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة وذلك دين القيمة۔ (سورہ بینہ۔ ۵)	اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کی عبادت کریں (اور) یکسو ہو کر اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے۔
فرمایا:- لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم (سورہ حج۔ ۳۷)	خدا تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔
فرمایا:- يا ايها الذين آمنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى كالذي ينفق ماله رئاء الناس۔ (سورہ بقرہ۔ ۲۶۴)	مومنو! اپنے صدقات (و خیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔
فرمایا:- يراءون الناس ولا يذكرون الله الا قليلاً۔ (سورہ نساء۔ ۱۴۲)	(صرف) لوگوں کو دکھانے کو خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔
فرمایا:- الا لله الدين الخالص۔ (سورہ زمر۔ ۳)	دیکھو خالص عبادت خدا ہی کے لئے (زیبا) ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ۔ تم سے پہلے گذرنے والے لوگوں میں سے تین آدمی (اپنے کام سے) نکلے، چلتے چلتے راستہ میں رات ہو گئی اور وہ تینوں آدمی ایک غار میں داخل ہو گئے کہ یہاں رات گذار کر آگے بڑھیں گے (خدا کا کرنا) پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور غار کو بند کر دیا۔ تینوں آدمی سخت پریشان ہوئے) نے ایک دوسرے سے کہا کہ اب غار سے نکلنے کے لئے اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں کہ اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میرے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے شام کو جب میں جانور چرا کر لوٹتا تو) ان دونوں کو جب تک دودھ نہ پلا لیتا اپنے اہل و عیال اور متعلقین میں سے کسی اور کو دودھ نہ پلاتا، ایک دن میں چارہ کی تلاش میں دور نکل گیا لہذا شام کو واپسی میں اتنی تاخیر ہو گئی کہ میرے والدین سو چکے تھے، ہم نے ان دونوں کے لئے دودھ دوہا، جب ان کے پاس لے کر پہنچا تو دونوں کو سوتا پایا، جگانا مناسب نہیں سمجھا اور یہ بھی نہ گوارا ہوا کہ ان دونوں سے پہلے اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو دودھ پلا دوں، میں ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں صبح تک کھڑا رہا اور بچے میرے پاؤں کے پاس بلبلاتے رہے، صبح کو وہ دونوں بیدار ہوئے اور دودھ پیا۔ میرے اللہ یہ عمل اگر میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو تو غار میں ہمارے پھنس جانے کی اس مصیبت کو دور فرما دے۔

غار کا منہ تھوڑا سا کھل گیا جس سے وہ لوگ نکل نہیں سکتے تھے۔

دوسرے نے کہا میرے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی وہ مجھے بہت محبوب تھی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو عورتوں سے زیادہ سے زیادہ جو محبت ہو سکتی ہے میں اس طرح اس سے محبت کرتا تھا، جس کے نتیجہ میں میں نے اس کو اپنی خواہش بیجا کا نشانہ بنانا چاہا وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد وہ قحط سالی کی مصیبت میں پریشان ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے اس کو ۱۲۰ دینار اس شرط پر دیے کہ وہ مجھ کو اپنے اوپر قابو دیدے، وہ اس کے لئے تیار ہو گئی، یہاں تک کہ جب میں اس (سے اپنی شہوانی پیاس بجھانے) پر قادر ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا خدا سے ڈرو، بلا استحقاق اس فعل کا ارتکاب نہ کرو۔ چنانچہ میں اس سے باز آیا حالانکہ وہ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب تھی، اس کو جو سونا میں نے دیا تھا وہ اسی کے پاس چھوڑ دیا، میرے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ چٹان تھوڑا سا ہٹ گئی لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔

تیسرے نے کہا، میرے اللہ میں نے کچھ مزدور اجرت پر رکھے اور ایک آدمی کے سوا جو اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا، باقی سب کی مزدوری دے دی، مزدوری چھوڑ کر جانے والے کی مزدوری کو میں نے بڑھایا اور وہ اتنا بڑھی کہ اس سے بہت سا مال ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ ہمارے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے بندے تو میری مزدوری مجھ کو دے دے، میں نے کہا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو سب تمہاری مزدوری ہی ہے۔ یہ اونٹ، گائیں، بکریاں، غلام سب تمہارے ہیں۔ اس نے کہا خدا کے بندے مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ لہذا اس نے سب چیزیں لے لیں اور ان کو ہنکالے گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ میرے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ اس کے بعد چٹان ہٹ گئی اور وہ تینوں آدمی باہر نکل آئے۔

(متفق علیہ، واللفظ للبخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شخص کا فیصلہ کیا جائے گا جو شہید ہوا ہوگا، اسے لایا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں پہچنوائے گا وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا ہے وہ جواب دے گا کہ میں نے آپ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ کہا، تم نے تو اس لئے جنگ کیا تھا تاکہ بہادر کہلاؤ، تمھیں بہادر کہا جا چکا، پھر اللہ تعالیٰ حکم دے گا منہ کے بل اس کو گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا ہوگا اور قرآن پڑھا ہوگا، اس کو لایا جائیگا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں پہچنوائے گا، وہ پہچان جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اس کی کیا قدر کی، وہ جواب دے گا علم سیکھا اور اس کو دوسروں کو سکھایا، اور آپ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ کہا، تم نے اس لئے پڑھا تھا کہ تم کو عالم کہا جائے، قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تم کو قاری کہا جائے، چنانچہ کہا جا چکا، پھر اللہ تعالیٰ حکم دے گا منہ کے بل گھسیٹ کر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا ایسا آدمی ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہوگی، اس کو قسم قسم کا مال دیا ہوگا، اس کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں پہچنوائے گا وہ پہچان لیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ کہا۔ تم نے یہ سب اس لئے کیا تاکہ تم کو سخی کہا جائے، وہ کہا جا چکا، پھر حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا اللہ کے نبی آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے جہاد کیا اور اس جہاد سے وہ اجر اور شہرت دونوں کا طالب ہے اس کو کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا اس کو کچھ بھی نہ ملے گا۔ تین بار اس شخص نے اپنے سوال کو دہرایا اور ہر بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے اس کو کچھ بھی نہ ملے گا، پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو صرف اس کے لئے کیا گیا ہو اور اس عمل سے اس کی رضا ہی کی طلب مقصود ہو۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے محض اللہ اکیلے کی خاطر اور کسی غیر کو اس کی عبادت میں شریک کئے بغیر دنیا کو چھوڑا، نماز کا پابند رہا، زکوٰۃ ادا کرتا رہا تو وہ اس حال میں مرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

(رواہ ابن ماجہ)

کیا خواجۂ یثرب کی عزت پر کٹ مرنے والے اس دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں؟ جی ہاں ناپید ہو گئے ہیں۔ جواب سخت ہے مگر ہمارا طرز عمل خود اس بے حمیتی و بے غیرتی کی شہادت دیتا ہے اور ہمیں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دیتا ہے۔

اب گولان کی پہاڑیوں کے سوداگر حافظ الاسد (بہ نام برعکس زنگی کافور) کے کارنامے ملاحظہ ہوں۔

تین ماہ سے پچاس ہزار مسلح شامی فوجیوں نے اسرائیل سے مورچہ لینے کے بجائے اپنے ہی ہم وطنوں کو حلب و حماۃ کے شہروں میں گھیر رکھا ہے، ایک ایک گھر کی تلاشی لی جاتی ہے، مردوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے، عورتوں پر دست درازی کی جاتی ہے جہاں زیادہ سرگرم مخالفت کا شبہ ہوتا ہے وہاں مردوں کو گھر کے باہر ہی گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے، اب تک چار سو سے زائد دوکانوں کو بحق سرکار ضبط کیا جا چکا ہے، شکایت کرنے والوں کو ٹینک کے پیچھے باندھ کر اتنا گھسیٹا جاتا ہے کہ ہڈی پسلی ایک ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حلب یونیورسٹی کے ۱۱۳ اساتذہ نے اس لئے استعفیٰ دے دیا کہ یونیورسٹی کے چوٹی کے پروفیسر اور ڈاکٹروں کو دو سال سے بغیر مقدمہ کے جیل میں اتنی سخت سزائیں دی گئیں کہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئے، اس کے باوجود ان کی رہائی نہیں ہو سکی۔

ایک نام نہاد مقدمہ میں ابتدائی کارروائی کے بعد ہی چار سو انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، جن لوگوں کو گولی ماری گئی ان میں کمسن بچے اور ضعیف خواتین بھی تھیں۔

یہ سب ایسے ملکوں میں ہو رہا ہے جو مسلم اکثریت کے ملک ہیں اور جن کے سربراہ اسلام کے طفیل حکومت کر رہے ہیں، دوسری طرف ہماری بے غیرتی و بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ وہ ملک جو مسلمانوں کے لئے ملجا و ماویٰ کا درجہ رکھتا ہے اور جس سے بجا طور پر مسلمانوں کی عزت و آبرو اور ان کے دینی و ملی وجود کی حفاظت کی توقع کی جا سکتی ہے وہ بھی ایسے ملحدوں، قاتلوں، سفاکوں، درندوں اور دین اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والوں کی سرپرستی کرتا ہے، نہ صرف اس سے مکمل سفارتی تعلقات قائم ہیں بلکہ کروڑوں ڈالر کی امداد دیتا ہے۔ اور اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اسی مملکت کے زیر سایہ ایک عالمی اسلامی تنظیم کے جنرل سکریٹری کچھ دن قبل دمشق تشریف لے گئے تھے اور انھوں نے ان قاتلوں کو مبارکباد دی تھی اور ان کے کارناموں پر ان کی ہمت افزائی بھی فرمائی تھی۔ یہی حال وہاں کی صحافت کا ہے جس نے نوٹس تک نہیں لیا چہ جائیکہ کوئی احتجاج کرتی۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم میں دولت اور جھوٹے خاندانی عزت پر مٹنے والے اور اس کے لئے تعلقات کو ختم کرنے والے موجود ہیں مگر خواجۂ یثرب کی عزت پر مر مٹنے کا جذبہ ہم میں ختم ہو چکا ہے (ولکن حمزۃ لا بواکی لہ)

ہم اب تک افغانستان میں کمیونزم کی آدم خوری کو رو رہے تھے، لیکن اگر ہماری بدمستی و عیاشی اور غفلت کا یہی عالم رہا تو وہ دن دور نہیں جب کمیونزم ہمارے گھر میں جھاڑو پھیر کر لنگوٹی بندھوا دے گا۔ اگر ہم نے خدا کی اس نعمت (دین اسلام) کی قدر نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کمیونزم کی لعنت میں گرفتار ہونے سے بچا نہیں سکتی۔ کیا ہمیں اسی دن کا انتظار ہے جب ہماری عزیز ترین متاع ہم سے چھین لی جائے گی۔

"ہوشیار اے ملت بیضائے ما"

(ت - ح)

افغانستان کے خلاف روسی جارحیت

ہندوستان کے صاحب ضمیر انسانوں سے

ایک اپیل

افغانستان جو دو کروڑ آبادی کا ایک ناوابستہ ملک ہے، طاقت کے بل بوتے پر روس کی کھلی جارحیت اور مسلسل قبضہ کا شکار ہے۔ ہزاروں علماء، دانشوروں اور لاتعداد بے گناہ لوگوں کا قتل، انتہائی سفاکی اور بے رحمی کا سلوک زہریلی گیس اور نیپام بموں کا استعمال، نیز سات لاکھ افغانیوں کو پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور کر دینا — ایسے واقعات ہیں جس نے ساری دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، کمیونسٹ ملکوں اور ساری دنیا کی کمیونسٹ پارٹی کو چھوڑ کر دنیا کے بیشتر ملکوں نے اس جارحیت کی مذمت کی ہے۔

اس وقت نہ صرف ایشیا کا امن خطرے میں ہے بلکہ ساری دنیا ایک ہلاکت خیز جنگ کے دہانے پر پہونچ چکی ہے، اگر یہ جنگ پیش آ گئی تو انسانی جان و مال کے اتلاف کے ساتھ تہذیبوں کے نام و نشان مٹ جائیں گے۔

- ہندوستان کے صاحب ضمیر انسانوں اور تمام طبقوں سے اپیل ہے کہ وہ کھل کر روسی جارحیت کی مذمت کریں اور ہندوستانی حکومت سے اپیل کریں کہ وہ اپنا اخلاقی دباؤ ڈال کر روس کو افغانستان چھوڑنے پر مجبور کر دے۔
- ملک گیر پیمانے پر جلسے کیے جائیں تاکہ عوام صحیح صورت حال سے باخبر ہو سکیں۔ ائمہ مساجد اور علماء و مقررین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی تقریروں کے ذریعہ کمیونزم کی حقیقت اور اس کے دور رس اثرات و نتائج کو عوام کے سامنے رکھیں اور ان کو بتائیں کہ ملک و ملت کے لئے اصل خطرہ کمیونزم ہے۔ ان جلسوں میں روسی جارحیت کے خلاف تجویزیں پاس کی جائیں اور انھیں ہندوستانی حکومت، روسی سفارت خانہ اور عالمی تنظیموں کو بھیجا جائے۔

... افغان بھائیوں کی اخلاقی مدد کے ساتھ ان کی مادی مدد دواؤں، کپڑوں اور نقد رقوم کی شکل میں کی جائے۔

(مولانا) سید ابوالحسن علی ندوی (ڈاکٹر) محمد اشتیاق حسین قریشی

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت

ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

(اقبالؒ)

ہمارا ملک جل رہا ہے — لیکن

کیا اتنی بڑی انسانی آبادی میں ایسے چند انسان بھی نہیں جن کے اندر ابھی کچھ رہا سہا انسانیت کا درد اور انسانی تہذیب و ثقافت کے بچے کھچے سرمایہ کی حفاظت کا جذبہ باقی ہو؟

تحریک پیام انسانیت کے داعی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی درد و سوز میں ڈوبی ہوئی

ایک اہم تقریر

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ۳۰ اپریل سنہ ... تک تحریک پیام انسانیت کے سلسلہ میں علی گڑھ، دہلی، مرادآباد اور رامپور کا سفر فرمایا تھا۔ گذشتہ دو شماروں میں ہم ان صفحات میں مولانا کی وہ پیامی تقریر پیش کر چکے ہیں جو انھوں نے علی گڑھ یونیورسٹی کے دانشوروں کے سامنے کی تھی، آج ہم مولانا کی وہ تقریر پیش کر رہے ہیں جو موصوف نے ۲۳ اپریل کو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی نو تعمیر شدہ وسیع و خوبصورت مسجد میں اساتذہ و طلبہ اور وہاں کے دانشوروں اور فضلاء کے سامنے کی تھی، تقریر بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی، ابتدا میں پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی پرنسپل جامعہ کالج نے فاضل مقرر کا تعارف کرایا اور تحریک پیام انسانیت کا مقصد بیان کیا۔ اس جلسہ میں جامعہ کے وائس چانسلر بھی موجود تھے۔ ہم برادرم حفظ الرحمٰن اعظمی کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے یہ تقریر نقل کر دی۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد!

فلولا کان من القرون من قبلکم اولو بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم۔ (سورۂ ہود۔ ۱۱۶)

ترجمہ: پس کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں۔ جو تم سے پہلے تھیں۔ کچھ صاحب شعور جو منع کرتے ملک میں بگاڑ پیدا کرنے سے، مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے۔

حضرات! میں نے آپ کے سامنے جو آیت پڑھی ہے وہ ایک دور نہیں بلکہ گذشتہ دوروں کے لئے اور قیامت تک آنے والے دوروں کی صحیح عکاسی اور تصویر کشی کرتی ہے لیکن اس آیت میں جو تڑپ اور جو ایک خاص تاثیر ہے اور اس میں جو بجلیاں کوند رہی ہیں افسوس ہے کہ کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ پورے طور پر ممکن نہیں ہے۔

قرآن مجید کہتا ہے، ایسا کیوں نہ ہوا کہ اس سے پہلے جو نسلیں اور جو دور گذرے ہیں ان میں وہ لوگ ہوتے جن کا ضمیر آخری طور پر مردہ نہیں ہوا تھا اور جن کے دلوں پر انسانیت کی کچھ چوٹ تھی؛ انھوں نے کیوں ہاتھ پاؤں نہیں مارے (ینھون عن الفساد فی الارض) وہ لوگ کیوں نہیں کھڑے ہو گئے اس عالم گیر فساد کے مقابلہ میں جس کا لاوا پھوٹ رہا تھا، کیا اتنی بڑی انسانی آبادی میں ایسے چند انسان بھی نہیں جن کے اندر ابھی کچھ رہا سہا انسانیت کا درد ہو اور حالات سے صحیح نتیجہ نکالنے کی صلاحیت اور خطرات کو دیکھ کر پیشین گوئی کرنے اور انسانی تہذیب و ثقافت کے بچے کھچے سرمایہ کی حفاظت کا جذبہ باقی ہو۔ وہ کچھ ہاتھ پاؤں مارتے، کچھ ڈراتے، روتے اور خوشامد کرتے، کچھ لوگوں کا ہاتھ پکڑتے، کچھ سامنے میدان میں آ جاتے۔ یہ سب کچھ اس قرآنی آیت کی سلوٹوں میں کہہ دیا گیا ہے اور جو لوگ عربی زبان سے کچھ ذوق رکھتے ہیں وہ حقیقی لطف لے سکتے ہیں کہ کس انداز سے اس کو کہا گیا ہے۔

قرآن مجید نے اولو بقیۃ کا جو لفظ استعمال کیا ہے (عربی زبان سے شُد بُد ہونے کے باوجود) اس لفظ کا پوری طرح ترجمہ کرنے سے قاصر ہوں، وہ لوگ جن کے اندر ابھی فکر اور احساس کی شمع پورے طور پر بجھی نہیں تھی اور جن کے ضمیر نے ابھی آخری ہچکی نہیں لی تھی جن کے اندر ابھی کچھ حقیقت شناسی موجود تھی اور پیغمبروں کی محنتوں کا اثر ابھی باقی تھا اور جنھوں نے قوموں کا انجام دیکھا تھا اور یہ بھی دیکھا تھا کہ اعمال کیا نتیجہ پیدا کرتے ہیں اور اخلاق کا بگاڑ کیا مصیبتیں لاتا ہے اور جب یہ سیلاب آتا ہے تو کس طرح ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور یہ تحقیق نہیں کرتا کہ غریب کا جھونپڑا ہے یا کسی امیر کا ایوان، کسی مجرم کا گھر ہے یا عشرت کدہ، یا کسی یتیم و بیوہ کے سر چھپانے کا ٹھکانا ہے، جب سیلاب آتا ہے تو سب کو بہا لے جاتا ہے، اسی طرح آگ لگتی ہے تو کوئی تمیز نہیں کرتی بلکہ مسجد و میخانہ میں بھی کچھ فرق نہیں کرتی اور پھر اس کی لپیٹ میں اچھے اچھے لوگ آ جاتے ہیں۔ سواد اعظم جسے کہتے ہیں (یعنی آبادی کا بڑا حصہ) اس کا شکار ہو جاتا ہے، اس موقع پر معدودے چند آدمی ہوتے ہیں جو اس سیلاب کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، وہ اس منطق کو بالکل تسلیم نہیں کرتے کہ جب صورت حال اتنی بگڑ گئی ہے تو ہم کیوں اس چکر میں پڑیں اب فلاں قوم اور فلاں ملک کو تباہ تو ہونا ہی ہے اس لئے جو کچھ فائدہ اٹھانا ہو اٹھا لیا جائے۔ یہ وہ منطق ہے جو ہر زمانہ میں سحر کا اثر رکھتی ہے اور بہت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ جاتی ہے کہ آدمی سے یا کسی جماعت سے کہا جائے کہ ذرا تم اپنی حقیقت پر نظر ڈالو تمہاری طاقت اور بساط ہی کیا ہے جو تم اس سیلاب کا مقابلہ کرنے نکلے ہو کہ اس منطق میں کبھی اپنے خاندان پر رحم کرنے کی اپیل کی جاتی ہے اور کبھی اپنے مستقبل کی ترقی کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ غرض کہ ہر زمانہ کے مطابق الفاظ اور اسلوب مختلف ہوتے ہیں لیکن قدر مشترک اور ذہنیت یکساں ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک جگہ قوم شعیب کی اس ذہنیت کی ترجمانی کی گئی ہے۔

"قالوا یا شعیب أصلوتک تأمرک أن نترک ما یعبد آباؤنا أو أن نفعل فی اموالنا ما نشاء انک لأنت الحلیم الرشید۔" (ہود۔ ۸۷)

(انہوں نے کہا شعیب! کیا تمہاری نماز تمھیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں جو تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں، تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو۔)

"قالوا یا شعیب ما نفقہ کثیراً مما تقول وانا لنراک فینا ضعیفا ... الخ (ہود ۹۱)

(انھوں نے کہا کہ شعیب! تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو)

حضرات! وباؤں کا پھیل جانا مستبعد واقعہ نہیں ہے لیکن اس وبا کے زمانہ میں کسی کا گھر میں بند رہنا یہ تشویشناک واقعہ ہے اس وقت بھی ہمارے ملک میں جو انحطاط ہے وہ اپنی آخری سرحدوں کو چھو رہا ہے، بالفاظ دیگر یہاں کی قومی اور انفرادی زندگی کا پیمانہ بلکہ تہذیب و تمدن کا جام لبریز ہو چکا ہے، بس اتنی سی کسر ہے کہ پورا ملک انسان کشی اور برادر کشی کی لہر کا شکار ہو جائے۔

ہمارے ملک میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت مند بن جانے کا بھوت سوار ہے، بلکہ راتوں رات لکھ پتی اور کروڑ پتی بن جانے کا مرض اس کے اندر پیدا ہو گیا ہے جو ہمارے معاشرہ کو بڑی بے رحمی کے ساتھ جاں بلب کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جرائم بڑھتے جا رہے ہیں وہ وقت قریب ہے کہ دن کی روشنی میں راستہ چلنا مشکل ہو جائے گا اور آدمی اپنے گھر سے اپنی ذاتی حفاظت کا سامان کئے بغیر نکل نہیں سکے گا۔ ریلوں پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں، دفتروں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں دولت ستانی کا بازار گرم ہے۔ ایک شہری دوسرے شہری کو انصاف دینے اور ضرورت مندوں کو حق پہونچانے میں محض اپنے فائدے کے لئے دیر کر رہا ہے اور لوگوں کی نگاہیں نہ دلوں پر ہیں نہ دماغوں پر اور نہ ان کی ضرورتوں، کمزوریوں اور مجبوریوں پر ہیں بلکہ صرف ضرورت مند کی جیب پر۔ گویا اس کی جیب ہی کیا ہے۔ یہ صورت حال اگر کسی مہذب ملک کی ہو جائے اور اس وقت کسی کی پیشانی پر شکن نہ آئے اور کسی کے دل پر چوٹ نہ پڑے اور کوئی تحریک و جماعت پورے ملک میں اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے وجود میں نہ آئے تو اس ملک کا کیا حشر ہوگا؟

حضرات! میں جب بھی یہ آیت پڑھتا ہوں "فلولا کان من القرون من قبلکم اولو بقیۃ ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم۔" تو دل پر چوٹ پڑتی ہے۔ قرآن مجید نے ینھون عن الشرک نہیں کہا اور نہ ینھون عن المعصیۃ بلکہ ینھون عن الفساد فی الارض کا لفظ استعمال کیا ہے، یہ چند آدمی ہوتے ہیں جو ہتھیلیوں پر سر رکھ کے آجاتے ہیں اور زمانہ کی کلائی موڑ دیتے ہیں، دعوت و عزیمت کی تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ اخلاقی بگاڑ اور فساد کو دور کرنے کے لئے ستّر اور اسّی فیصدی لوگ میدان میں آئے ہیں آپ کسی دور کی بھی تاریخ دیکھ لیجئے یہ معلوم ہو جائے گا کہ جب فساد پھیل گیا اس وقت اللہ کے کچھ بندے، جن کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ میدان میں آئے ہیں پھر ان کے ساتھ اور لوگ شامل ہو گئے اور کارواں بنتا گیا اور انھوں نے پھر ایک طاقت بنالی اور اپنا ایک مقام پیدا کر لیا۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت تو بہت وسیع و عمیق اور آخری چیز ہے لیکن ان کے جانشین وہی اولو بقیۃ ہیں — یہ لوگ ہر دور میں فساد کے مقابلہ کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ اور جس شکل میں بھی یہ فساد آیا ہے یہ لوگ اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں، اگر دولت پرستی کا بت ہوتا ہے تو وہ ان کو پاش پاش کرتے ہیں اور اگر نفس پرستی اور خواہش پرستی کا بت ہوتا ہے تو اس کو توڑنے کے لئے میدان میں آجاتے ہیں۔

حضرات! سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام مصلحین اور مجددین امت میں روشن حرفوں سے لکھا جاتا ہے ان کے خطبات کو لوگوں نے من وعن محفوظ کر دیا ہے۔ آج بھی آپ ان خطبات کو پڑھیں تو ایسا محسوس ہوگا جیسے ایک شخص گرز لئے کھڑا ہے اور گھما رہا ہے جس کو بھی لگ جائے۔ اس زمانہ کے کتنے فتنے اور کتنے بت تھے، دولت کا بت، طاقت کا بت، اقتدار کا بت، خوشامد اور چاپلوسی کا بت، شخصی جاہ و جلال کا بت، خواہشات نفسانی کا بت، سب پاش پاش ہو رہے ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے بجلیاں کوند رہی ہیں اور بادل گرج رہے ہیں، یا ایک شیر ڈکار رہا ہے جس سے سارا جنگل سہما ہوا ہے۔ میں تاریخ کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ تاریخ اسلام کے پورے دور میں ہجری تقویم کا ایک سال بھی ایسا نہیں گذرا جس میں عالم اسلام کے کسی مرکزی مقام پر دعوت و اصلاح کا کام نہ ہو رہا ہو، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صدیوں تک عالم اسلام پر تاریکی طاری رہی یا تو وہ غلط بیانی کرتے ہیں یا وہ تاریخ سے ناواقف ہیں۔

حضرات! حالات انتہائی سنگین اور غیر معمولی طور پر خطرات سے پُر ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس صورت حال کے سلسلہ میں دانشور اور مذہبی طبقہ کا موقف کیا ہے؟ اگر دانشور طبقہ نے مایوس ہو کر حالات سے صلح کر لی ہے تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور اگر آخر میں مذھبی طبقہ بھی خاموش ھو گیا ھے تو وہ اپنا فرض نہیں پہچان رھا ھے اور حق نہیں ادا کر رھا ھے، خواہ وہ کتنے ھی ذاتی عبادتوں میں مشغول اور علم و تفسیر اور تحقیق کا دریا بہا رھا ھو، لیکن اگر اس گرد جو فساد کا چشمہ بہہ رھا ھے اور جو مسموم ھوائیں اور آندھیاں چل رھی ھیں اگر اسکے خلاف اس کی پیشانی پر کوئی شکن نمودار نہیں ھوتی اور اس کے دل پر چوٹ بھی نہیں لگتی تو سمجھئے کہ نہ اس ملک کی خیر ھے اور نہ اس معاشرہ اور تمدن کی خیر ھے۔

حضرات! میں اس وقت ایسی جگہ سے خطاب کر رہا ہوں جہاں دانشور اور مذہب دونوں کے دھارے ایک ساتھ بہے ہیں، جس درسگاہ کی بنیاد حضرت شیخ الہند نے رکھی اور جس کا تخیل مولانا محمد علی جوہر کے ذہن میں پیدا ہوا وہاں دانش و مذہب دونوں آکے مل جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند کی درسگاہ کے طالب علم کی اور استاذ کی حیثیت سے اور مولانا محمد علی جوہر کے نام لینے والوں کی حیثیت سے بھی، ایک ہندوستانی شہری اور مسلمان کی حیثیت سے بھی آپ پر چار گونہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آج ہندوستان جل رہا ہو تو ہمارا کیا فرض ہے؟

میں نہیں کہتا کہ آپ ترک موالات کریں، میں یہ بھی نعرہ نہیں دیتا کہ آپ اپنے کلاسوں کو چھوڑ دیں اور اپنی درسگاہ اور تعلیم کو ترک کر دیں، اب اس کا وقت نہیں ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ اس کام کے ساتھ اس کام کو بھی جمع کریں اور ہندوستان میں جو کوہ آتش فشاں پھٹا ہوا ہے اس سے لوگوں کو بچانے کی کوشش کریں اور اگر آپ اپنی دانشگاہ میں باہمی (فرقہ وارانہ) تعلقات ہی کو درست کر لیں تو یہ بھی بڑا کام ہوگا جیسا کہ میں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نوجوانوں سے کہا تھا کہ مسلمان نوجوانو! مسلم یونیورسٹی کے طالب علمو! تمہیں خدا نے ایک ایسا نادر موقع دیا ہے جو صدیوں میں کبھی کسی کو ملتا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ موقع تمہارے علاوہ کسی اور کو ملا ہو، کہ نوجوان اور ذہین غیر مسلم نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد تمہارے یہاں آگئی ہے جو دوش بدوش اور پہلو بہ پہلو زندگی گذارتی ہے، تمہارے اقامت خانوں میں رہتی ہے، تمہیں قریب سے دیکھتی ہے، تم ان پر اسلامی اخلاق کا سکہ بٹھا کر، اور اسلامی زندگی کا صحیح مظاہرہ کر کے اپنی انسانیت دوستی اور سچی حب الوطنی کا ثبوت دے کر ان کے دلوں کو جیت لو، اس طرح تم اپنی ملت کی بھی خدمت کرو گے اور اپنے ملک کی بھی خدمت کرو گے، یہی وہ نوجوان ہیں جو کلیدی جگہیں سنبھالیں گے اور ہندوستان کا قانون بنائیں گے، اور انھیں سے ہندوستان کے شہریوں کو واسطہ پڑے گا، افسر کی حیثیت سے، جج کی حیثیت سے ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے اور آئی۔ اے۔ ایس کے کارپردازوں کی حیثیت سے۔ اگر تم نے ان کے اوپر اسلام اور مسلمانوں کی شرافت کا نقش قائم کر دیا اور انھوں نے یہ تجربہ کر لیا کہ مسلمان سانپ اور بچھو نہیں ھوتا، مسلمان کوئی خونخوار جانور نہیں ھوتا جس کے سایہ سے بھی بھاگا جانا چاہیے، مسلمان شریف اور شفیق ہوتا ھے، اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتا ھے، انسانیت کے سوز میں جلتا ھے اور وہ پڑوسی کی مدد کرنا چاہتا ھے، وہ اچھی چیزوں سے لطف اندوز ھوتا ھے اور اچھی چیز کی تعریف کرتا ھے، وہ ہر نیک کام میں تعاون کرتا ھے، اگر یہ غیر مسلم نوجوان یہ اثر لے کر یہاں سے گئے تو سمجھو کہ فرقہ وارانہ مسئلہ حل ہے۔

آج میں جامعہ ملیہ کے طالب علموں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی یہ موقع دیا ہے اسلام اور ملک کی خدمت کا۔ اگر کچھ نہیں تو کم از کم آپ کے اخلاق کو دیکھ کر ان کے

(بقیہ صفحہ ۱۳)

مستقبل ہمارے ساتھ ہے

از: مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

آج پوری دنیا ایک ایسے تجربہ سے گذر رہی ہے جو اپنی نوعیت کا نیا تجربہ نہیں ہے البتہ یہ تجربہ موجودہ دور کے انسان کے لئے انوکھا اور نامانوس ضرور ہے اسلئے کہ اس کے کان وہی کچھ سننے کے عادی ہیں جو اس عصر کے ذرائع ابلاغ اور وسائل نشر و اشاعت نشر کرتے ہیں اور اس کی آنکھیں وہی کچھ دیکھتی ہیں جس کی تصویر کشی موجودہ اجتماعی و ثقافتی ادارے کرتے ہیں، شریعت اسلامی کا نفاذ اور اس کی ترویج آج سے ربع صدی پیشتر خواب و خیال کی باتیں تھیں، جب کہ نام نہاد انشاپرداز واصحاب قلم، زعماء و قائدین اور جدید طبقہ موجودہ مسلمان کا رشتہ اس کے روشن و تابناک ماضی، مستحکم و پائیدار تہذیب اور بلند و پاکیزہ اقدار سے کاٹنے اور ان کے ڈانڈے کو مغربی زندگی سے جوڑنے کی پوری کوشش کر رہے تھے تاکہ وہ مغربی تہذیب کے دلدادہ اور اس کے پیروکار ہو جائیں، اس سلسلے میں عالم اسلام میں قائم موجودہ نظام حکومت نے اسلام دشمن عناصر کی پوری توجہ و عنایت اور پوری محنت و جد و جہد کے ساتھ پشت پناہی کی، اور ان کے لئے سارے تشجیعی و ترغیبی وسائل اور تمام مادی پیشکشوں کو مہیا کیا اور انھیں ہر طرح کی مدد پہونچائی اور حمایت کی اور ان کو اس کی پوری آزادی دیدی تاکہ وہ اپنا زہر پھیلائیں اور ملت اسلامیہ کے رد عمل سے ان کی حفاظت کی۔

ہر وہ شخص جو ثقافت اسلامی کی جگہ مغربی تہذیب و تمدن کو جگہ دینے کی تحریک کا بغور مطالعہ کرے وہ نظام حکومت اور ان گمراہ کن اصحاب قلم اور اسلام دشمن عناصر کی تحریری یورشوں کے درمیان عجیب و غریب اور حیرت انگیز و تعجب خیز توافق اور ہم آہنگی محسوس کر سکتا ہے اس کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوگی کہ ان حضرات کے نوک قلم سے ایسی ایسی تحریریں نکلیں جن سے ایک غیور مومن اور ایک خوددار مسلمان کے ضمیر کو ٹھیس لگتی ہے جو محض جھوٹی اور گڑھی ہوئی باتیں نہیں تھیں بلکہ اللہ و رسول کے خلاف بغاوت اور سرکشی کے مرادف تھیں۔

ان باطل یورشوں اور مخالف یلغاروں کے درمیان جن سے اسلام کا سفینہ ڈانواں ڈول ہو رہا تھا اور جو بچاؤ اور حفاظت کے تمام وسائل سے لیس پورے عالم پر چھائی ہوئی تھیں وہ نحیف لیکن پر رعب و پرشکوہ صدا کتنی انوکھی تھی جو جرأت و ہمت کے ساتھ بلند ہوئی جس نے دنیا کو یہ پیام دیا کہ پھر سے اس اسلام کی طرف لوٹ آؤ جو ایک واضح و روشن دین اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور جس نے ان ناموافق حالات میں یہ صدا لگائی کہ انشاء اللہ مستقبل اس دین کا ہے جو تمام گوشہ ہائے حیات کی شاہ کلید ہے۔

یہ گھٹی ہوئی نحیف آواز ظالموں کے حق میں خطرہ کی گھنٹی سے کم تھی پھر کیا تھا! انھوں نے قتل و خون ریزی، تکلیف و تعذیب، طعن و تشنیع، سب و شتم سے نوازنا شروع کیا جیسا کہ ماضی میں اس صدا کے ابھرتے ہی فتنہ و فساد اور مصیبت و اذیت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

لیکن اس آواز کو خاموش کرنے کی ساری تدبیروں کے باوجود آج ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کے آثار پورے طور پر نمایاں ہو گئے ہیں اور ہمارا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے والا ہے۔ گھڑی کی سوئیاں دین کے علمبرداروں اور اس کے شیدائیوں کو فتح و نصرت کے قریب ہونے کی خبر دے رہی ہیں، یہ گھڑی کی سوئیوں کا پیچھے لوٹانا نہیں ہے (جیسا کہ بعض زرخرید اصحاب قلم کا کہنا ہے) اگرچہ وقت درست کرنے کے لئے گھڑی کی سوئیوں کو پیچھے لوٹایا ہی جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ گھڑی کو پیچھے لوٹانا نہیں ہے بلکہ یہ تو حالات کے رُخ کو ان کے فطری رُخ پر پھیرنا اور لوٹانا ہے جس سے وہ ہٹ گئی ہے۔

فکر اسلامی کے اصل علمبرداروں کی کاوشوں اور ان کی سرگرمیوں کے بارے میں اپنے اعتراف کا اظہار کرتے ہوئے جنھوں نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اس آواز کو مزید قوت بخشی اور اس کو بلند کیا اور جنھوں نے ہند و پاک اور عالم عربی میں نیز ترکی و انڈونیشیا میں جان کی بازی لگا کر خطرات کو پس پشت ڈال کر جہاد کیا، ہمیں شاہ فیصل اور ان کے ہم نوا دوسرے ملوک و سلاطین کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جنھوں نے اپنے ملک میں شریعت اسلامی کے نفاذ اور اس کی ترویج و اشاعت میں سبقت کی، اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھا، آنکھوں سے لگایا اور سینوں سے چمٹایا اور اپنے ملکوں میں ایسے ادارے قائم کیے جن سے اسلامی اخوت و ہمدردی، عام انسانی مساوات، چارہ سازی و غمخواری اور اسلام کی عظمت رفتہ کی بازیابی اور اس کی معنوی و روحانی قوت کو مستحکم کرنے کے سلسلے کی اٹھنے والی تحریکوں کو تقویت حاصل ہوئی اور ان اداروں نے ان تحریکوں کی قدم بہ قدم رہنمائی کی۔ انہی دوہری کوششوں کا نتیجہ تھا کہ وہ صدا جو پاک دل و پاکباز مومنین و مجاہدین کے دل سے نکلی تھی جس کو سعودی حکومت نے سہارا دیا تھا، اجنبی اور صدا بصحرا نہ رہی بلکہ اس کی صدائے بازگشت آنے لگی اور اس خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کے دن قریب آگئے۔

آج بہت سے اسلامی ملکوں میں فضا بدل چکی ہے اور اسلامی دعوتوں کی تعمیر مضبوط بنیادوں پر ہو رہی ہے، اب مسلمانوں کے قلوب اور ان کی روح میں سرفروشی و جاں بازی کی پژمردہ چنگاری سلگنے لگی ہے اور ان کی غیرت اسلامی کا خزاں رسیدہ چمن لہلہانے لگا ہے، جس کے آثار افریقہ اور بہت سے اسلامی ملکوں میں رونما ہو رہے ہیں اور اسلام کی صدا سنی جانے لگی ہے جس میں بلا کی کشش و جاذبیت بھی ہے اور اس دل ربائی و دل کشی میں قوت اور اس قوت میں اس کی حقیقی صورت اور خد و خال واضح طور پر سامنے آگئی ہے اور اب دعاۃ و مبلغین کے قلوب . . . . . یقین سے معمور ہیں ان کی آواز میں پہلے سے زیادہ طاقت ہے اور ان کے عزم میں پہلے سے زیادہ پختگی ہے

یقیں محکم، عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اس میں کوئی شک نہیں کہ راستہ طویل ہے، پُر خطر و پُر محن، پُر خار جھاڑیوں اور پُر ہول وادیوں سے گھرا ہوا ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ کامیابی کے حصول کے لئے نت نئی اذیتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم عزم کریں کہ انشاء اللہ ہم یہ راستہ بخوشی طے کر لیں گے اور بے خطر خطرات کے موجزن سمندر میں کود پڑیں گے

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

پھر ہمارا مستقبل انشاء اللہ روشن و تابناک ہوگا جیسا کہ ہمارا ماضی روشن و تابناک تھا اور ہمیں کامیابی نصیب ہوگی چاہے اسلام دشمن عناصر کے لئے یہ باتیں کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہوں۔

یقیناً ہمارے خلاف آوازیں بلند ہوں گی اور ہماری کوششوں، سرگرمیوں اور منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے نت نئی سازشیں ہوں گی، عالم اسلام میں سیاسی و اجتماعی بحران پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی جیسا کہ ماضی میں ایسے موقعوں پر ایسے واقعات پیش آچکے ہیں۔

لیکن ابھی تک جن محاذوں پر ہمیں کامیابی حاصل ہو چکی ہے وہ خوش آیند مستقبل کا پیام دے رہی ہیں اور ہمارے منصوبے اور ہماری اسکیموں کی پختگی کے واضح نشانات پورے عالم اسلام میں ایک فکری انقلاب کی صورت میں ہماری کامیابی کا مژدہ سنا رہے ہیں اور ہمیں اس بارے میں پوری امید اور پورا یقین ہے کہ مستقبل میں ہماری قیادت ان تلخ صدموں سے دوچار نہیں ہوگی جس کا مزہ ہم ماضی میں چکھ چکے ہیں۔

ترجمہ از عربی: محمد صدر الحسن

نگران اعلیٰ:
مولانا ابوالعرفان ندوی
مجلس ادارت:
نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ہماری تہذیب کے تابندہ نقوش

گورنر کے گھر فاقہ

ابو الفضل ندوی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے، بہت سے ممالک فتح ہو چکے ہیں، مسلمانوں کی عسرت و تنگی کا دور ختم ہو چکا ہے، حضرت عمرؓ سعید بن عامر جہنیؓ کو حمص کا گورنر مقرر کرتے ہیں اور وہ اس سے گریز کرتے ہیں۔ گریز۔ گورنری سے گریز اس کے لئے تو بڑے داؤں پیچ اختیار کئے جاتے ہیں، بڑی بڑی سازشیں ہوتی ہیں، چالیں چلی جاتی ہیں اور بڑے جوڑ توڑ کئے جاتے ہیں۔ سعید بن عامر کو اس بلند عہدہ سے انکار ہے، وہ اس کو پھولوں کی سیج نہیں بلکہ ذمہ داریوں کا بار گراں تصور کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے غصہ ہو کر فرمایا ہم کو تو تم لوگوں نے خلافت کا بار گراں سونپ دیا اور جب تم سے کچھ مدد لینا چاہتا ہوں تو تم اپنا دامن بچاتے ہو۔ دامن بچانا اور گورنری سے آج کی دنیا میں کسے یقین آئیگا بہرحال انھوں نے حضرت عمرؓ کے اصرار و غصہ کے بعد اس منصب کو قبول فرما لیا، جب گورنری کا بوجھ اٹھا لیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم آپ کی کچھ تنخواہ نہ مقرر کر دیں؟ انھوں نے جواب میں فرمایا، امیر المومنین! بیت المال سے ہم کو جو خرچہ ملتا ہے وہی کافی ہے، گورنری کی تنخواہ لے کر ہم کیا کریں گے۔

عہدہ قبول کرنے کے بعد وہ حمص کے لئے روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حمص سے کچھ ایسے لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے جن پر انھیں اعتماد تھا کہ غلط بیانی نہ کریں گے، حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تمہارے علاقہ میں جو نادار و حاجت مند لوگ ہیں ان کے ناموں کی ایک فہرست مجھے دے دو تاکہ میں ان کی ضرورت پوری کروں، ان لوگوں نے جب ضرورت مندوں کی لسٹ تیار کی تو اس میں حمص کے گورنر سعید بن عامر کا بھی نام تھا، سعید بن عامر کا نام پڑھ کر حضرت عمرؓ نے حیرت سے پوچھا کون سعید بن عامر؟ ان لوگوں نے جواب دیا سعید بن عامر، جو ہمارے علاقہ کے حاکم ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حیرت سے فرمایا تمہارے علاقہ کا حاکم فقیر ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا "ہاں" وہ فقیر ہیں کئی کئی دن گزر جاتے ہیں اور ان کے گھر میں چولھا نہیں گرم ہوتا، یہ سنکر حضرت عمرؓ اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ پھر ایک ہزار دینار ایک تھیلی میں رکھ کر ان لوگوں کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ سعید بن عامر کو ہمارا سلام کہو اور ان سے کہہ دینا کہ یہ رقم امیر المومنین نے آپ کے لئے بھیجی ہے کہ اپنی ذاتی ضروریات پوری فرمائیں۔

وفد نے واپس آکر تھیلی حضرت سعید کے حوالہ کی، تھیلی کے اندر دینار دیکھ کر انھوں نے تھیلی کو پھینکتے ہوئے اس طرح انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جیسے کوئی زبردست آفت آگئی ہو۔ انا للہ کی آواز سن کر انکی اہلیہ گھبرائی ہوئی تیزی سے آئیں اور حیرت سے پوچھنے لگیں کیا بات ہے؟ کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا؟ فرمایا اس سے بھی بڑی بات ہو گئی۔ انھوں نے پھر پوچھا کیا مسلمان کسی زبردست جنگ میں پھنس گئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا اس سے بھی اہم حادثہ پیش آگیا ہے، اہلیہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اس سے اہم کیا بات ہو سکتی ہے؟

فرمایا میرے گھر میں دنیا میں داخل ہو گئی جو میری آخرت کو برباد کر دے، میرے گھر میں فتنہ داخل ہو گیا۔ یہ سنکر اہلیہ نے فرمایا کہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لیجئے اور دینار کا قصہ انھیں معلوم نہ تھا۔

اہلیہ کا جواب سن کر حضرت سعید نے فرمایا کیا تم اس معاملہ میں میری مدد کرو گی؟ جواب دیا ہاں! اس کے بعد انھوں نے دیناروں کو کئی تھیلیوں میں رکھ کر غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

اس واقعہ پر کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ حضرت عمرؓ شام کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے بذات خود تشریف لائے، جب حمص پہنچے تو وہاں کے لوگ سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، حضرت عمرؓ نے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے حضرت عمرؓ سے حاکم کی شکایت کی اور چار عیب بیان کئے اور ہر عیب دوسرے سے بڑھ کر۔

حضرت عمرؓ خود فرماتے ہیں کہ میں نے حاکم اور ان شکایت کرنے والوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ سعید بن عامر کے بارے میں میرا جو تصور ہے وہ غلط نہ ہو مجھے ان پر بڑا اعتماد تھا، شکایت کرنے والوں سے میں نے پوچھا کہ تم کو اپنے حاکم سے کیا شکایت ہے۔؟

پہلی شکایت تو انھوں نے یہ کی کہ وہ دن چڑھے باہر نکلتے ہیں اس سے پہلے ہم ان تک اپنی کوئی بات نہیں پہنچا سکتے، یہ سنکر میں نے سعید بن عامر سے پوچھا کیا یہ صحیح ہے؟ وہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، میں یہ بات آپ سے بیان نہیں کرنا چاہتا تھا، مگر اب صورت حال ایسی بن گئی ہے کہ بیان کرنے پر مجبور ہوں۔ قصہ یہ ہے کہ میرے کوئی خادم نہیں لہٰذا ہر روز صبح اٹھ کر گھر والوں کے لئے آٹا گوندھتا ہوں، پھر تھوڑی دیر خمیر اٹھنے کا انتظار کرتا ہوں، خمیر اٹھنے کے بعد روٹی پکاتا ہوں، اس کے بعد وضو کر کے باہر نکلتا ہوں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے دوبارہ ان سے پوچھا کہ دوسری شکایت تمھیں کیا ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا یہ رات کے وقت ہماری کوئی شکایت نہیں سنتے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا، اس شکایت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

انھوں نے کہا، یہ بات بھی میں چھپانا چاہتا تھا مگر اب تو بتانا ہی پڑے گا، میں نے دن ان لوگوں کے لئے مقرر کیا ہے اور رات اپنے رب کے لئے۔

حضرت عمرؓ نے تیسری بار پوچھا اور کیا شکایت ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیا کہ مہینہ میں ایک دن ایسا ہوتا ہے کہ یہ ہم لوگوں کے کام کے لئے نہیں نکلتے،

حضرت عمرؓ نے سعید سے پوچھا اس کا کیا جواب ہے؟ انھوں نے جواب دیا، امیر المومنین! میرے کوئی خادم نہیں ہے اور میرے جسم پر جو کپڑے ہیں اس کے علاوہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں، مہینہ میں ایک مرتبہ میں خود ہی ان کو دھوتا ہوں، پھر ان کے سوکھنے کا انتظار کرتا ہوں اس سبب سے باہر آنے میں تاخیر ہوتی ہے اور دن کے آخری حصہ میں باہر نکل پاتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اور کیا شکایت ہے؟ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ وقتاً فوقتاً ان کو غشی طاری ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اہل مجلس سے بے خبر ہوتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا سعید! تم کیا کہتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا زمانۂ جاہلیت میں میں حضرت خبیب کی پھانسی کے وقت موجود تھا، قریش ان کے جسم کے اعضا ایک ایک کر کے کاٹ رہے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اب تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمدؐ ہوں اور تم چھوٹ جاؤ۔ خبیب جواب دے رہے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے یہ گوارا نہیں کہ محمدؐ کو کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے گھر میں بال بچوں کے ساتھ امن و اطمینان کے ساتھ رہوں۔

اب جب بھی مجھے وہ منظر یاد آتا ہے اور یہ خیال ستاتا ہے کہ میں نے اس وقت خبیب کی کوئی مدد نہیں کی تو یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت نہ فرمائے گا، معافی نہ ہونے کا خیال آتے ہی مجھ پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ سعید کے بارے میں میرا جو تصور تھا اس میں مجھے ناکامی کا

(بقیہ صفحہ ... پر)

حاجی محمد عارفین صاحب دہلوی مرحوم

از: مولٰنا سید ابو الحسن علی ندوی

کراچی سے عزیز گرامی مولوی فضل ربی ندوی سلمہٗ، ناظم مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی کے ایک تار سے ۱۶ر اپریل کو ان کے والد ماجد اور اپنے محترم و مخدوم حاجی محمد عارفین صاحب کے انتقال کی اچانک خبر معلوم ہوئی، حاجی صاحب کی بزرگانہ شفقتوں، مجھ ناچیز اور ندوۃ العلماء سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ ان کے خصوصی تعلق و شفقت اور ان کی دینداری و خدا پرستی اور ان کے مکارم اخلاق کی بنا، پر ایسا محسوس ہوا جیسے کہ ایک بزرگ خاندان کے انتقال کی خبر آئی، اور ہندوستان و پاکستان کا معاملہ یہی رہ گیا ہے کہ یہاں کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے تو تار یا خط کے ذریعہ وہاں خبر بھیج دی جاتی ہے اور وہاں ایسا حادثہ پیش آتا ہے تو یہاں کے افراد خاندان کو (وہ بھی اگر اعزہ اور ورثاء کو اس کا اہتمام ہے) اطلاع دے دی جاتی ہے، تار پاتے ہی بیس سال کی یادیں تازہ اور محبت و شفقت کے مناظر آنکھوں کے سامنے پھر گئے، یوں تو حاجی صاحب سے تعارف کا شرف دہلی کی آمد و رفت اور تبلیغی مناسبت سے پہلے سے حاصل ہو چکا تھا، لیکن اصل تعلق اور حاجی صاحب مرحوم کی شفقتوں، کریمانہ اخلاق اور معاملہ فہمی اور اصابت رائے کا اندازہ اس وقت ہوا جب سنہ ۔۔ء کے موسم سرما میں ندوۃ العلماء کے سلسلہ میں برما کا سفر پیش آیا اور رنگون جاتے ۔ ۔ ۔ اور آتے ہوئے کلکتہ ٹھہرنا اور حاجی صاحب کے براہ راست مہمان بننے کی عزت حاصل ہوئی سفر کے سلسلہ میں ساری قانونی کارروائیاں اور انتظامات حاجی صاحب نے کئے، اور بڑی محبت و شفقت کے ساتھ میزبانی کا فرض انجام دیا تھا، میں اور میرے رفیق سفر مولوی معین اللہ صاحب ندوی (حال نائب ناظم ندوۃ العلماء) حاجی صاحب سے بہت بے تکلف اور مانوس ہو گئے تھے اور ان کے گھر کو اپنا گھر سمجھنے لگے تھے، کلکتہ کے قیام کے وہ خوشگوار دن ابھی تک یاد ہیں، اور برسوں یاد رہیں گے، حاجی صاحب کے اس خصوصی تعلق و اعتماد اور انکی معاملہ فہمی اور باخبری ہی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اپنے فرزند عزیزی فضل ربی ندوی کو دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخل کیا غالباً وہ اپنے خاندان کے پہلے فرزند تھے جو تعلیم کے لئے یہاں بھیجے گئے، ویسے بھی حاجی صاحب دار العلوم کی خدمت و اعانت کے ہمیشہ خواہش مند رہتے تھے اور اس کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

کلکتہ کے علاوہ دہلی میں بھی ان سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی اور بعض اوقات وہ میری قیام گاہ فراش خانہ خود تشریف لائے اور گھنٹوں بیٹھے وہ اپنے بچپن کے قصے جب سناتے تو بڑا ہی لطف آتا اور بڑی حلاوت محسوس ہوتی، وہ اپنی پرانی حالت اور ہیئت کو بے تکلف بیان کرتے اور اس میں ان کو ذرا بھی حجاب نہ آتا بلکہ کچھ زیادہ ہی نمایاں کر کے بتاتے، اس وقت اندازہ ہوتا کہ وہ اپنی پرانی حالت نہیں بھولے اور ان کا رواں رواں اللہ کی تعریف اور اس کے شکر میں مشغول ہے، مجھے بعض ایسے خانگی واقعات کا بھی علم ہے جس سے ان کے ایثار و بے نفسی اور بزرگ خاندان کی حیثیت سے تحمل اور عالی ظرفی کا کردار ثابت ہوتا ہے جو قدیم تہذیب اور پرانے شرفاء کا شعار تھا۔

پاکستان منتقل ہونے کے بعد ان ملاقاتوں اور صحبتوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن ان کی خیریت و حالات عزیزی فضل ربی کے خطوط سے برابر ملتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس دنیا سے سفر کرنے سے پہلے ایک مرتبہ زیارت ہو جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کراچی میں رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے پہلی ایشیائی کانفرنس منعقد ہوئی تو میں اور رفیق عزیز مولوی معین اللہ صاحب ندوی لکھنؤ سے اس میں شرکت کے لئے اور ہمارے دونوں جواں سال و جواں مرگ عزیز محمد الحسنی مدیر البعث الاسلامی اور مولوی اسحاق خاں مدیر تعمیر حیات لکھنؤ سے کراچی پہونچے۔ کراچی کے دوران قیام میں حاجی صاحب کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی اور دیر تک ملاقات رہی۔ حاجی صاحب پر ضعف اور علالت کا اثر تھا لیکن وہی بزرگانہ اور مشفقانہ ادائیں تھیں اور وہی محبت و شفقت، امید تھی کہ پھر کسی سفر پر نیاز حاصل ہو گا مگر اچانک ان کے سفر آخرت کی اطلاع ملی اور بے اختیار زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا، اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کے درجے بلند فرمائے، ان کی نیکیوں کو قبول کرے اور ان کے ساتھ عفو و درگذر اور رحمت و قبولیت کا معاملہ فرمائے۔

افسوس ہے کہ بزرگ اٹھتے جاتے ہیں، شمعیں گل ہوتی چلی جا رہی ہیں اور ہماری قدیم روایات و خصوصیات جو ان بزرگوں کے دم سے قائم تھیں ایک ایک کر کے رو بہ زوال ہیں۔

اللہ تعالیٰ اخلاف کو اپنے اسلاف کا صحیح جانشین اور بہترین خصوصیات کا حامل و امین بنائے۔!!

مکتبۂ فردوس کی نئی پیش کش

عرفانِ محبت

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کے حمد و نعت اور عارفانہ و عاشقانہ کلام کا دل آویز مجموعہ۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے ادیبانہ اور عارفانہ مقدمہ کے ساتھ

دیدہ زیب کتابت، چکنا اور عمدہ سفید کاغذ، آفسیٹ کی خوبصورت طباعت۔

قیمت مجلد گرد پوش ۱۴ روپے

(ملنے کا پتہ، مکتبہ فردوس، مکارم نگر (برولیا) لکھنؤ)

مراسلہ

سیدھپور (مہسانہ گجرات) کی مسجد کا معاملہ

گجرات کے ضلع مہسانہ کی ایک تحصیل سیدھپور کی مسجد جس میں مسلمان سات سو برس سے نماز جمعہ ادا کرتے آ رہے ہیں اور جو ایک تاریخی جامع مسجد ہے اس پر بتاریخ ۱۴ر ۳ر ۸۴ء کو نماز جمعہ کے درمیان اکثریتی طبقہ کے لوگوں نے مسلمانوں پر مسجد میں حملہ کر دیا جس میں کئی مسلمان زخمی ہوئے اور بالآخر مسجد بند کر دی گئی اور کرفیو لگا دیا گیا۔ اس مسجد کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بعد سے مسجد اب تک کھلی نہیں ہے حالانکہ اس سے قبل ہائی کورٹ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے۔ اور انھیں اس میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر اس مسجد کے متصل ایک تاریخی مندر ہے صرف اسکی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کی خاطر اکثریتی طبقے اور انتظامیہ کے آفیسران مسلمانان سیدھپور پر جبر کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ یہ مسجد چھوڑ دیں ہم تمھیں دوسری جگہ دے دیں گے اور ہائی کورٹ کے فیصلہ پر عمل درآمد نہیں ہونے دے رہے ہیں۔

ہندوستان میں صرف سیدھپور ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں مسجد اور مندر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں بلکہ اس ملک کے گوشہ گوشہ میں ایسی مثال ملے گی اور جو آگ اس مسجد و مندر کو لے کر لگائی جا رہی ہے وہ بہت سے ایسے مسائل پیدا کر دیگی۔ جو دونوں طبقوں کے لئے مضرت رساں ہی نہ ہوں گے بلکہ ہندوستان کی بدنامی کا سبب بنیں گے اور اندرون اور بیرون ہند اس کا اچھا اثر نہ پڑے گا۔

لہٰذا

ہم مسلمانان سیدھپور حکومت ہند سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انتظامیہ کے ایسے آفیسران کے خلاف ایکشن لے اور عدلیہ کی برتری کو برقرار رکھتے ہوئے ہائی کورٹ کے فیصلہ پر جلد از جلد عمل درآمد کرائے۔

عبد اللہ علاء الدین
ممیج تلی بازار

افغانستان کے خلاف روسی جارحیت کی مذمت

لکھنؤ کے شہریوں کی طرف سے منعقد کئے گئے احتجاجی جلسہ میں ملک کے ممتاز دانشوروں کی تقریر۔
(ابو المعظم کے قلم سے)

افغانستان میں روسی جارحیت کے خلاف لکھنؤ میں ایک بھرپور نمائندہ جلسہ ۸ ارمئی کو گنگا پرشاد ہال میں منعقد کیا گیا، جس میں چوٹی کے دانشوروں نے شرکت کی اور روسی جارحیت کے سنگین نتائج اور اس کے اثرات کا بھرپور بے لاگ جائزہ لیا گیا ان دانشوروں نے اپنے مطالعہ و تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں کمیونزم کے خونیں پنجے کی گرفت اور روسی مردم خوری کے ہولناک واقعات کو بیان کرکے عوام کے شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ ناوابستگی کے تقاضوں اور خالص انسانی بنیادوں پر روسی جارحیت کے سلسلہ میں اپنی منافقانہ پالیسی تبدیل کرے اور روس پر دباؤ ڈالے کہ وہ جلد سے جلد پہلی فرصت میں اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلا لے۔

اس نمائندہ . . . جلسہ کے داعیوں میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی، شفیق الرحمٰن ایڈوکیٹ اور شاہ فخر الزماں ایڈوکیٹ وغیرہ تھے۔ جلسہ کی صدارت لکھنؤ کے سابق میئر مسٹر داؤ دجی گپتا نے کی۔ اس جلسہ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ تمام مقررین دانشوروں اور ملی و سماجی حلقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے جلسہ ہنگامہ بازی، سیاسی اور الیکشنی فضا سے بالکل پاک تھا، چنانچہ تمام تقریروں میں سنجیدگی، وقار، فکر مندی انسانیت کے لئے دردمندی اور ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کی حفاظت کا مخلصانہ جذبہ کام کر رہا تھا، مقررین نے اپنی بات انتہائی سنجیدگی اور وزنی دلائل کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش کی، کسی نے اعداد و شمار کی زبان میں گفتگو کی، اور روسی جارحیت کے پس منظر، اس کے حقیقی مقصد اور سنگین نتائج کی طرف اشارہ کیا اور کسی نے ملکی خارجہ پالیسی کے منصفانہ اصولوں اور جدید دنیا کے سیاسی و معاشی تغیرات کی روشنی میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا اور بتایا کہ پاکستان کو مضبوط کرنے سے ہندوستان معاشی و سیاسی لحاظ سے مستحکم اور طاقتور ہوگا۔ دیگر مقرروں نے قوموں کی تاریخ، عروج و زوال کے فلسفہ اور اخلاقی اقدار کی روشنی میں ہندوستانی سیادت و قیادت سے مطالبہ کیا کہ ملک کو زوال، اخلاقی انتشار سے بچانے اور انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے ہماری حکومت جرأتمندانہ پالیسی اختیار کرے، ایک مقرر نے افغانستان سے خونی اور انسانی رشتوں کا تعلق ثابت کرتے ہوئے اس مسئلہ کو خالص ملکی اور قومی مسئلہ قرار دیا اور تمام ہم وطنوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے افغان بھائیوں کی مدد کے لئے دل کھول کر حصہ لیں، اس لئے کہ یہ نہ صرف ایک مقدس انسانی فرض ہے بلکہ ان افغان بھائیوں کے ان احسانات کا حقیر بدلہ ہوگا جو انھوں نے ہم لوگوں کے ساتھ کیا ہے۔

اس جلسہ کو سب سے پہلے ناگپور (مہاراشٹر) کے مشہور ملی و سماجی کارکن عبد الکریم پاریکھ نے خطاب کیا، انھوں نے کہا کہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں افغانیوں نے بھرپور تعاون دیا تھا، لیکن آج جب ہمارے امتحان کا وقت ہے تو ہم بالکل خاموش ہیں اور اس احسان کے بدلے میں ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر رہے ہیں۔

پاریکھ صاحب نے کمیونسٹ پارٹی کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ کمیونسٹوں کے قدم جہاں بھی پہونچتے ہیں وہاں تباہی و بربادی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، انھوں نے مثال کے طور پر ٹریڈ یونینوں کا تذکرہ کیا جو کارخانوں میں تخریب کاری کرتی رہتی ہیں وہ اپنا حق تو وصول کرتی ہیں مگر صحیح پیداوار نہیں دیتیں، اس لئے میرا مطالبہ ہے کہ تمام کارخانے دار اور عوام ٹریڈ یونینوں اور ان کے ممبروں کا بائیکاٹ کریں جو کمیونسٹ ہیں اور یہ مقاطعہ صرف ان ٹریڈ یونین کے ممبروں کے ساتھ نہ ہو بلکہ ہمارے معاشرے میں جو کمیونسٹ ہیں، ان کا بھی بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔

پاریکھ صاحب کی تقریر کے بعد ملک کے ممتاز دانشور پروفیسر جے۔ بی تیواری آئے اور ایک پر مغز علمی تقریر مکمل دلائل کے ساتھ کی۔ پروفیسر صاحب نے افغانستان پر روسی جارحیت کے اسباب اور اس کے پس منظر کے بارے میں بحث کرتے ہوئے بتایا کہ دراصل یہ حملہ روس کے ہوسِ ملک گیری کے ایک وسیع اور منظم پلان کا جزو ہے اس حملے کے ذریعہ روس کراچی و بمبئی پر قبضہ کرکے مغرب میں خلیج فارس تک پہونچ جانا چاہتا ہے اس طرح جنوبی یمن اور شام تک جو پہلے ہی سے اس کے قبضے میں ہیں۔ اس کا قبضہ مکمل ہو جائے گا جس کے بعد روسی قبضہ کا ہٹانا ناممکن ہوگا۔ اتنی سیدھی سی بات ہے مگر ہماری حکومت نے روس کی طرف سے لاحق اس خطرے کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے حالانکہ افغانستان پر حملہ خود ہماری آزادی کے لئے زبردست خطرہ ہے، پروفیسر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں اعداد و شمار کے ذریعہ روسی جارحیت کی تاریخ اور اس کے ہولناک نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ روس کو اس صدی کے آخر تک اپنی صنعتوں کو چلانے کے لئے پٹرول کی اتنی غیر معمولی مقدار کی ضرورت ہوگی کہ اس کا خریدنا اس کے لئے ناممکن ہوگا، اس لئے کہ اس مقدار میں اس کے پاس زر مبادلہ نہیں ہے اور زر مبادلہ آئے کہاں سے جب کہ اس کے سکہ کی بین الاقوامی منڈی میں کوئی ساکھ نہیں ہے اور نہ روسی ساز و سامان ہارڈ کرنسی کی منڈی میں کوئی خریدنے پر آمادہ ہوتا ہے اس لئے کہ روسی مشینری اس معیار کی نہیں ہوتی کہ کوئی ملک اس کو ڈالر یا اسٹرلنگ میں خریدنے پر آمادہ ہو۔ ان سب وجوہ کی بنا پر روس کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ تیل کے علاقوں پر قبضہ کرکے اپنی ضروریات پوری کرے۔

پروفیسر تیواری نے افغانستان میں کمیونزم کے اندر اس کے اثرات و نتائج کا بھی جائزہ لیا اور بتایا کہ جو افغانی نوجوان تعلیم و تربیت کے لئے روس بھیجے جاتے تھے ان پر کمیونزم کی تبلیغ کی جاتی تھی اور ان کو روسی جاسوسی کے لئے تیار کیا جاتا تھا، اس طرح سابقہ حکومتوں کی ناعاقبت اندیشی کی بنا پر افغانستان کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔

پروفیسر صاحب کی تقریر کے بعد جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے پروفیسر اور ہندوستانی وزارت خارجہ کے سابق عہدیدار مسٹر ایل۔ ایم۔ سوندھی نے تقریر کی اور افغانستان کی پالیسی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا انکشاف کیا کہ جواہر لال نہرو نے داؤد خاں اور سردار نعیم خاں دونوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ روس کی طرف نہ جھکیں ورنہ اس کی جانبدارانہ حیثیت ختم ہو جائے گی جس سے ہندوستان کو نقصان پہونچے گا۔ مسٹر سوندھی نے، جو نہرو یونیورسٹی میں "امن و جنگ" کے موضوع پر لیکچر دیتے ہیں ہندوستانی حکومت پر زور دیا کہ وہ یورپی ملکوں سے سبق سیکھے اور اپنے پڑوسی ملک پاکستان سے اچھے اور خوشگوار تعلقات قائم کرے، ویزا اور دوسری پابندیاں ختم کرکے دونوں ملکوں کے باشندوں کو آزادی سے نقل و حرکت کرنے کی اجازت دے اور اس طرح دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کو فروغ دے۔ دوسری طرف پاکستان کے دفاع کو مضبوط کرنے میں اس کی مدد کرے، اس لئے . . . . کہ پاکستان ہمارے لئے پہلی دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا ہے اس کی مضبوطی اور استحکام سے ہمارا ملک مستحکم، طاقتور اور خوشحال رہیگا۔ آپس کے اختلافات کو یورپی ملکوں نے بھلا کر جس طرح خوشحالی و استحکام حاصل کیا ہے وہ ہمارے لئے ایک مثال اور نمونہ ہے۔

پروفیسر سوندھی نے مطالبہ کیا کہ روس نہ صرف اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالے بلکہ اس جانی و مالی نقصان کا تاوان بھی ادا کرے جو اس کی جارحیت سے پیدا ہوا ہے۔

پروفیسر سوندھی نے تقریر کے آخری جز میں ہندوستان کے معاشی اور اخلاقی بحران کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام ملکوں کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے، موجودہ ٹکنالوجی کی ترقی نے ہمارے اندر روحانی اور اخلاقی بحران تو پیدا کر ہی دیا ہے اس نے معاشی مشکلات بھی پیدا کر دی ہے، انھوں نے سودی بنک کاری کے نظام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کو معاشی ترقی کے لئے مضر بتایا اور کہا کہ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام دونوں ہی انسانی مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو گئے اور انسانی معاشرہ طرح طرح کی پریشانیوں اور الجھنوں کا شکار ہو کر رہ گیا ہے انھوں نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ جو اس جلسے کے داعیوں میں سے تھے۔ کہا کہ میں مولانا صاحب سے

←

ہمارے مہمان

عبد اللہ العلی المحمود

(صدر مرکز دعوت اسلامی شارقہ)

ڈاکٹر عز الدین ابراھیم

(مشیر تعلیمی شیخ زاید بن سلطان متحدہ عرب امارات)

گذشتہ ہفتہ عرب امارات کی دو مقتدر شخصیتوں نے دار العلوم کی زیارت اور اس کے تعلیمی و تعمیری سرگرمیوں کا جائزہ لیا، ان میں دار العلوم کے قدیم خیر خواہ بلکہ اس کے رکن رکین شیخ عبد اللہ العلی المحمود ہیں جو شارقہ کی مرکز اسلامی کے سربراہ اور خلیج عربی میں دینی غیرت و حمیت میں ممتاز اور اسلام کے سرگرم خادم کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔ ان کا تعلق دار العلوم سے بہت قدیم ہے، کئی بار وہ یہاں تشریف لا چکے ہیں، اس لئے ان کی آمد گویا خاندان کے ایک اہم فرد کی آمد تھی۔ شیخ تقریباً ایک ہفتہ دار العلوم میں مقیم رہے اور یہاں کی تعلیمی و تعمیری سرگرمیوں سے دلچسپی لیتے رہے۔

دوسری شخصیت ڈاکٹر عز الدین ابراہیم کی ہے جو شیخ زاید بن سلطان کے تعلیمی مشیر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اخوان کے ساختہ پرداختہ اور خلیج عربی میں اسلامی ثقافتی سرگرمیوں کے فعال رکن ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ سفر صرف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے لئے ہوا تھا۔ چند گھنٹے کے اس مختصر سے قیام میں انھوں نے طلبہ سے خطاب کیا اور ایک پر مغز علمی تقریر کی۔ دار العلوم کے تعلیمی اور تعمیری سرگرمیوں سے براہ راست واقفیت حاصل کی اور مستقبل میں اس کے عزائم اور تعلیم و تربیت کے میدان میں اس کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ لگایا۔

دونوں مہمان ۳۰ر مئی کی شام کو ہوائی جہاز سے روانہ ہو گئے۔

درخواست کرتا ہوں کہ وہ میدان میں آئیں اور ہماری روحانی و اخلاقی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں، دوسری طرف ہم ان سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ اسلام نے جس طرح معاشی مسائل کا سادہ اور آسان حل بتایا ہے، اس کی خوبیوں کو ہمارے سامنے لائیں تاکہ ہمارے معاشی مسائل حل ہو سکیں اور جلد سے جلد ہم ترقی کی طرف گامزن ہو سکیں۔

پروفیسر سوندھی کی تقریر کے بعد مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے تقریر کی اور کمیونزم پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے بتایا کہ جو ملک بھی اس لعنت میں مبتلا ہوتا ہے، اس کی لنگوٹی تک بندھ جاتی ہے اور وہاں کے باشندوں میں رونق اور زندگی کی لہر ناپید ہو جاتی ہے، مولانا نے۔ جنھوں نے مشرق و مغرب کو دیکھا ہے۔ برلن اور شام کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ ان لوگوں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی متاع عزیز لٹ گئی ہے، مایوس اور مرجھائے ہوئے چہرے ان کی بے بسی کی غمازی کرتے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ یہ موقع ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم ہے ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیئے، مولانا نے فرمایا کہ مسز گاندھی کو اکبر سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جس نے کہا تھا کہ اگر ہم دشمن کو کابل میں نہ روک سکے تو ہمارے شہروں کی فصیلیں کچھ کام نہ دے سکیں گی۔ اس لئے حقیقت پسندی کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی پالیسی کو تبدیل کرکے ہندوستان کے قومی مزاج اور کردار سے ہم آہنگ بنائیں۔

مولانا نے پروفیسر تیواری اور مسٹر سوندھی کی جراتمندانہ تقریر اور کھلے صاف ذہن رویہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہندوستان کے لئے ایسے لوگوں کے وجود کو فال نیک بتایا اور کہا کہ اگر اتنے بڑے ملک میں دو چار حق بات کہنے والے موجود ہوں گے تو پھر اس ملک کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا، قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ اور اسکی تاریخ بھی ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ وباؤں کا پھیل جانا اور بگاڑ کا پیدا ہونا کسی ملک کے لئے اصل خطرہ اور تشویش کی بات نہیں ہے بلکہ اصل خطرہ کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں حق بات کہنے والے اور اس بگاڑ و فساد کا مقابلہ کرنے والے موجود نہ ہوں۔ ان دونوں حضرات کی تقریر سے اس کی آس بندھتی ہے کہ ہمارا ملک ابھی ایسے دانشوروں سے بالکل خالی نہیں ہے جو حق بات کہنے کی جرأت رکھتے ہیں اور ان کے اندر برائی کو برا کہنے اور فساد و بگاڑ کے مقابلہ کا جذبہ موجود ہے۔

مولانا کی تقریر کے بعد صدر جلسہ داؤ دجی گپت نے تقریر کی اس کے بعد یہ جلسہ تجاویز منظور کرکے ختم ہو گیا۔

ان تجاویز میں مطالبہ کیا گیا کہ روسی فوجیں افغانستان سے فوراً واپس جائیں نیز جانی مالی نقصان کی تلافی کریں — حکومت ہند اس مسئلہ میں واضح پالیسی کا اعلان کرے اور افغانستان کے عوام کو اپنے مستقبل کے فیصلہ کا حق دیا جائے۔!!

تعمیر حیات — آپ کی نظر میں

محترمی ایڈیٹر صاحب تعمیر حیات لکھنؤ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ حضرت (مولانا مدظلہٗ) کی تشریف آوری آرہ میں ۳۰ر اپریل کو ہوئی تھی۔ اس موقع پر حضرت نے تعمیر حیات کی چند کاپیاں مرحمت فرمائیں، اس کا مطالعہ میں نے خود کیا اور ہم نے آرہ کے ڈھیر سارے لوگوں کو بھی مطالعہ کے لئے دیا۔ ساتھ ہی اپنے گاؤں کے لوگوں سے پڑھوایا۔

سب لوگوں کا خیال ہے کہ تعمیر حیات کا مطالعہ اسلامی معلومات اور معاشرے کی اصلاح کے لئے مفید، اہم اور ضروری ہے۔ اس بات کے پیش نظر میں تعمیر حیات کا ایجنٹ بننا چاہتا ہوں تاکہ ندوہ کی آواز کو دور تک پہونچایا جا سکے۔

لہٰذا آپ تحریر فرمائیں کہ تعمیر حیات کی ہر اشاعت کی ۲۵ کاپی منگوانے کے لئے کتنا روپیہ آپ کی خدمت میں ارسال کرنا پڑے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمائیں گے کہ اس کے قواعد و ضوابط کیا ہوں گے؟ کمیشن کتنے فیصد ہوں گے۔ ؟ نوازش ہوگی مانگ بڑھنے پر انشاء اللہ آرڈر بڑھا دیا جائے گا۔

فقط والسلام

احمد

سکریٹری مولانا آزاد لائبریری۔ غازی پور

محترم مدیر صاحب السلام علیکم

تعمیر حیات نظر سے گذرا۔ کفر و الحاد کے اس دور میں جس معیاری طریقے سے دین و ملت کی خدمت میں یہ اخبار مصروف ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اخبار کی حق گوئی دنیا کی عوام میں اس کو بہت مقبول کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسی حق پرست صحافت کو ترقیوں کی شاہراہ پر گامزن رکھے۔

مزید گذارش ہے کہ آپ اس اخبار کو ایس۔ آئی۔ ایم یونٹ گورکھپور کی لائبریری "اسلامک لائبریری" میں جاری فرما کر ممنون فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

والسلام

محمد الطاف

سکریٹری اسلامک لائبریری۔ گورکھپور

عالم اسلام

(محمود حکیم)

مغربی یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد

گذشتہ سالوں میں مغربی جرمنی میں مسلمان اور خاص طور سے ترک مسلمانوں کی کثرت نے جرمنی کو مغربی یورپ میں فرانس کے بعد دوسرا عظیم مرکز بنا دیا ہے۔ اس وقت بھی ترک نژاد مسلمان ۲۵ لاکھ سے زائد ہیں اور یہ تعداد عرب اور یوگو سلاوی اور دیگر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے علاوہ ہے۔

عیسائی جرمن قانون سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی انفرادیت کو باقی رکھتے ہوئے عیسائیت کو اولیت دیتے ہیں اور رائے شماری میں مسلمانوں کی تعداد کو "دوسرے مذاہب" کے تحت شمار کرواتے ہیں لیکن جرمن میں آباد مسلمانوں نے بھی اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں اور قانونی دفعات کے تحت اسلام کو منفرد بالذات مذہب کے طور پر پیش کرنے کی تیاری کر لی ہے کیونکہ جرمن حکومت حتی المقدور مسلمانوں کی ثقافت اور مذہب کا خیال رکھتی ہے اور ان کی مذہبی خواہشات کا پورا احترام کرتی ہے اور اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس وقت جرمنی میں ۵۰۰ سو مسجدیں جو شہر شہر اور قریہ قریہ پھیلی ہوئی ہیں اگرچہ اکثر مسجدیں چھوٹی ہیں اور گھر کے ایک جز کے طور پر بنائی گئی ہیں، جہاں ترکی اور عربی زبانیں پروان چڑھیں اور آخن کا اسلامی مرکز مغربی یورپ میں غیر عیسائی سب سے بڑا مرکز ہے اور اس کی نگرانی امام ہارون کرتے ہیں جس کے تحت ۱۵۵ مکاتب ہیں۔

سال گذشتہ تقریباً ۸ لاکھ ترک طلبہ نے اسلامی درسیات کا کورس مکمل کیا، وہ اس علاقہ میں رہتے ہیں جہاں کانیں ہیں اور انکی تعداد نصف سے زائد ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا ہے تو سامان رکھ کر نماز کے لئے دن میں پانچ بار اپنے خدا کے حضور جا کھڑے ہوتے ہیں۔

نیوز ویک ان کی یوں منظر کشی کرتا ہے:

" دو ہزار سے زائد ترک مسلمان مزدور گویا۔ جرمنی کی ایک عمارت میں مکہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کو جمعہ کی نماز ادا کرنی ہے اور اللہ اکبر کی ندا بلند ہونے لگی اور یہ آواز جرمنی کی پانچ سو مساجد میں جو ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں پھیل گئی۔ اور یہ فضا صرف جرمنی ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ برطانیہ میں مسلمانوں کی تنظیم ہے اور اس میں اکثریت پاکستانیوں کی ہے اور فرانس میں لاکھوں مسلمان الجزائر، مراکش کے جو اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں اور امن و چین کی زندگی بسر کرنے اور اپنی حالت کو بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔"

لندن سے شائع ہونے والا سنڈے ٹائمس رقمطراز ہے کہ "اس وقت برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد ۱۵ لاکھ ہے اور ان کی اکثریت پاکستانی ہے اور ہندوستانی مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ ہے جیسا کہ ایک لاکھ کے قریب عرب اور ترک نژاد مسلمان ہیں اس طور سے اسلام برطانیہ کا دوسرا بڑا مذہب ہو گیا ہے اور اس وقت بریڈفورڈ میں مسلمانوں کا تناسب ۹۹٪ فیصد ہے اور گذشتہ سالوں میں تقریباً ۴ سو نئی مساجد بنیں اور ۶۰۰ گرجا گھر بند ہوئے جب کہ اس کے برعکس یہودیوں کی تعداد صرف ۴ لاکھ ہے اور پارلیمنٹ میں ان کے پچاس نمائندے ہیں اور اس کا بنیادی سبب جیسا کہ اخبار رقمطراز ہے مسلمانوں کو برطانوی سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور ان کی تمام تر توجہات و کوششیں مذہب اور تبلیغ اسلام ہے۔"

یورپ میں تبلیغ اسلام ــــ اسلامک کانفرنس کی ایک نئی مہم

اسلامک سکریٹریٹ فرانسیسی ٹیلیویژن کے تعاون سے اسلام کے متعلق ایک ایسا نشریاتی سلسلہ تیار کر رہا ہے جس میں اسلام کے اخلاقی اور انسانی کوششوں کو عیاں کیا گیا ہو۔ اسلامی سکریٹریٹ اس کو اپنی نگرانی میں تیار کرائے گا اور اسلامی تعلیمات کی عظمت و برتری کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے معاشرے تک پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

اس کے لئے اسلامی کانفرنس کے جنرل سکریٹری حبیب شطی نے ایک وفد کے ہمراہ جامعۃ الشرق والغرب اور دوسری امریکن یونیورسٹیوں کے طلبہ سے رابطہ قائم کیا وہ اس کام کو آئندہ ستمبر میں آغاز کریں گے اور اس کے پہلے گروپ میں ۹۵ مسلمان طلبہ شریک ہوں گے۔

اسلامی کانفرنس کے جنرل سکریٹری نے پچھلے دنوں ایک وفد کے ہمراہ سعودی عرب کا بھی دورہ کیا تھا اور اس پلان سے وہاں کے ذمہ داروں کو روشناس کرایا تھا اور سعودی نشریاتی اداروں سے تعاون کی درخواست کی تھی۔ انھوں نے اس پروگرام کی تفصیلات بتاتے ہوئے بتایا کہ اس کے ذریعہ اسلام کے اخلاقی پہلو سے روشناس کرایا جائے گا اور اس میں عالم اسلام کی مستند اور مقتدر شخصیات سے مقالے لکھوائے جائیں گے۔ اور اس کا آغاز مسلم وزرائے خارجہ کی اسلام آباد کانفرنس کے بعد ممکن ہوگا۔

اس کے تحت بہت سے سمعی اور بصری پروگرام تیار کئے جائیں گے، تاکہ مغرب اسلامی اخلاقی قدروں سے موضوعی طور پر واقف ہو سکیں۔

حبیب شطی نے مزید بتایا کہ اسی پروگرام کے ابتدائی مرحلہ کے لئے شیکاگو یونیورسٹی میں فلسطین پر کانفرنس منعقد کرنے کی بات بھی تھی۔

انھوں نے مزید کہا ہے جامعۃ الشرق والغرب یہ اپنی نوعیت کی پہلی یونیورسٹی ہوگی اس کا افتتاح شمالی امریکہ میں ہوگا اور امریکا اور تیسری دنیا کے مختلف ملکوں کے نمائندے اور طلبہ استفادہ کر سکیں گے اور یہ تین فیکلٹیوں پر مشتمل ہوگی اور ایک شعبہ دراسات علیا کا بھی ہوگا۔

پندرھویں صدی ہجری کا جشن مسلمانان کوریا کی جانب سے

جنوبی کوریا کے مسلمان سیول میں ... اسلام کی آمد پر چھبیس سال گذرنے اور پندرہویں صدی ہجری کے استقبال میں ایک جشن کا انعقاد کریں گے اس موقع پر مسلمانوں کی تنظیم اسی مہینہ میں تین زبانوں عربی، انگریزی، اور کوریائی میں اسلام کے متعلق کتابیں شائع کرے گی اور مبلغین اسلام کی دعوتی پروگرام کا انعقاد کرے گی۔

سعودی عرب میں فوجی خدمت لازمی

سعودی وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے اعلان کیا ہے کہ سعودی کابینہ ملک میں فوجی خدمت لازمی قرار دینے پر غور کر رہی ہے اور جلد ہی کوئی فیصلہ کرے گی انھوں نے یہ اعلان امام محمد یونیورسٹی میں ایک سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے کیا، فوج، نیشنل گارڈ یا داخلہ سیکورٹی فورس میں ہر سعودی باشندہ کو داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔

افغانستان کے لئے عالمی ٹریبونل قائم کرنے کا مطالبہ

انڈونیشیا افغانستان یکجہتی کمیٹی نے غیر جانبدار ملکوں اور اسلامی کانفرنس سے مطالبہ کیا ہے کہ افغانستان میں مظالم کی تفتیش کے لئے بین الاقوامی ٹریبونل قائم کیا جائے۔ کمیٹی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ روسی قابض فوجوں نے زہریلی گیس، کیمیائی اشیاء اور جراثیم استعمال کر کے بہت سے افغانی باشندوں کو ہلاک کر دیا، کمیٹی نے اسلامی کانفرنس کے رکن ممالک سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ افغان عوام سے یکجہتی کے اظہار کے لئے ماسکو اولمپک کا بائیکاٹ کریں۔

افغانستان سے غیر ملکی ماہرین بھاگنے لگے

افغانستان میں مجاہدین کی مسلسل کامیابیوں سے خوفزدہ ہو کر روس، چیکوسلواکیہ اور دوسرے کمیونسٹ ممالک کے غیر فوجی ماہرین افغانستان سے بھاگنے لگے ہیں یہ ماہرین ترقیاتی منصوبوں پر کام کر رہے تھے ان کے وطن واپس چلے جانے کی وجہ سے یہ منصوبے ادھورے رہ گئے ہیں۔ صوبہ بغلان میں فلی خمری کی کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے چیکوسلواکیہ کے ماہرین مجاہدین کے حملہ کی زد میں آگئے اور افغانستان میں موجود روسی فوجی دستے بڑی مشکل سے انھیں وہاں سے نکال سکے، اس کے بعد بغلان میں موجود کوئلے کی دوسری کانوں سے بھی چیکوسلواکیہ کے ماہرین واپس چلے گئے۔ جنوبی افغانستان سے ان ماہرین کی واپسی کی وجہ سے وہاں سیمنٹ اور کپڑے کے کارخانے نامکمل پڑے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق افغانستان میں غیر ملکی ماہرین میں عدم تحفظ کا احساس شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

فرانس سعودی بحریہ کو سامان دے گا

فرانس سعودی بحریہ کو بحریہ کے فوجی ساز و سامان فراہم کرے گا، یہ معاہدہ دفاع اور ہوائی بازی کے سعودی شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز اور فرانس کے وزیر دفاع کے درمیان ڈیڑھ گھنٹہ کی بات چیت کے بعد ہوا۔

اسلامی مشترکہ منڈی کے قیام کی تجویز

رابطہ عالم اسلامی کی تجویز پر اسلامی مشترکہ منڈی کے قیام اور ایک نئے اقتصادی نظام پر ماہرین کی ایک کمیٹی نے کام شروع کر دیا ہے اس کے علاوہ اسلامی، سماجی و اقتصادی کمیٹی نے کونکری میں اجلاس کے بعد مراکش میں ایک اسلامی تجارتی مرکز قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے مراکش کی انتظامیہ اس مرکز کے قیام کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کر رہی ہے۔

افغانستان سے روسی فوج کی واپسی کے لئے اسلامی اور ناوابستہ ممالک اہم کردار ادا کریں گے۔

یورپ کی مشترکہ منڈی کے لیڈروں نے افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کے لئے اسلامی ملکوں اور ناوابستہ ممالک کی حمایت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے حال ہی میں بروسلز میں مشترکہ منڈی کے لیڈروں کا ایک اجلاس ہوا تھا، جس میں اسلامی ملکوں اور ناوابستہ ممالک سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ افغانستان کی جانبداری اور ناوابستگی برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ انھوں نے کہا کہ اسلامی ملکوں اور ناوابستہ ممالک کو اس سلسلہ میں خاص طور پر اہم کردار ادا کرنا ہے۔

پاکستان میں شرعی قوانین کے نفاذ سے جرائم میں ۳۶ فیصد کمی

پاکستان میں شرعی قوانین کے نفاذ سے جرائم ۳۶ فیصد کم ہو گئے ہیں اور بہت سے علاقوں میں کافی کم ہو گئے ہیں اور بعض جگہوں پر کاملاً ختم ہو گئے ہیں یہ بات وفاقی وزیر داخلہ و امور مذہبی جناب محمود ہارون نے سعودی عرب کے انگریزی اخبار روزنامہ عرب نیوز کو انٹرویو میں کہی یہ انٹرویو انھوں نے گذشتہ دنوں جب سعودیہ کا دورہ کیا تھا تو لیا گیا تھا، انھوں نے غیر ملکی پریس پر حقائق کو مسخ کرنے کا الزام لگایا اور کہا کہ پاکستانی عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہے اور یہ درست نہیں ہے کہ حکومت اس پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔

۷۸۲ ارب ریال سعودی عرب کے تیسرے پنجسالہ پلان پر خرچ ہوں گے۔

سعودی عرب کے شاہ خالد نے ملک کے تیسرے پنجسالہ منصوبہ کی منظوری دے دی ہے جو اگلے ماہ سے شروع ہوگا ــ ۷۸۲ ارب سعودی ریال خرچ ہوں گے اس میں صنعتی ترقی کے لئے ۲۵۰ ارب ڈالر مخصوص کئے گئے ہیں اور ریڈیو کے نشریہ کے مطابق حکومت ہر مرد، عورت اور بچے پر ۴۰ ہزار ڈالر فی کس خرچ کرے گی۔

شہزادی مارگریٹ پر فلم

"شہزادی کی موت" نامی فلم کا جواب پاکستانی فلم ڈائرکٹر عنایت حسین بھٹی نے برطانوی ٹیلیویژن کی فلم شہزادی کی موت کی نمائش کے رد عمل کے طور پر ملکہ برطانیہ کی بہن شہزادی مارگریٹ کی زندگی کے بارے میں فلم بنانے کا فیصلہ کیا، انھوں نے کہا کہ "شہزادی کی موت" نامی فلم ہمارے لئے کھلا چیلنج ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ فلم عربی، اردو، اور انگریزی میں بنائی جائے گی اور اس میں بین الاقوامی کردار ہوں گے۔

بقیہ ص ۶

اندر اگر اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا اور انھوں نے کہا کہ ہمیں قرآن مجید پڑھنے دو جو ایسے اچھے آدمی بناتا ہے، ہم کو سیرت رسول پڑھنے کو دو جس نے ایسی امت کی تربیت کی ہے، ہمیں بتاؤ کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں۔ اس صورت میں آپ ایسے ہزار مبلغوں سے زیادہ کامیاب ہیں جو علم اور منطق کے زور پر اسلام کی دعوت غیر مسلموں کو دیتے ہیں۔ اس کا اثر بھی زیادہ دنوں تک نہیں رہتا۔ اگر آپ کے پاس دو چار برس رہ کر کوئی ہندو، سکھ، عیسائی بھائی ذرا بھی متاثر نہیں ہوا اور اس نے اسلامی زندگی اور اسلامی اخلاق کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا تو آپ بالکل ناکام ہیں اور آپ سے خدا کے یہاں سوال ہوگا۔

عزیز نوجوانو! اس ملک میں دونوں فرقوں کے درمیان جو خلیج پڑ گئی ہے وہ غلط فہمیوں اور جہالت پر مبنی ہے، ہمارے غیر مسلم بھائی نہیں جانتے کہ قرآن کی تعلیم کیا ہے، حدیث کیا بتاتی ہے، سیرت کس طرح کے انسان پیدا کرتی اور کس طرح کے انسان ڈھالتی ہے۔ آپ بہت بڑی خدمت انجام دیں گے ایک طرف دین و ملت کی، دوسری طرف ملک کی، اگر آپ نے دونوں فرقوں کے درمیان حائل خلیج کو کم کرنے کی کوشش کی۔ یہ موقع ہمارے عربی مدارس کو نہیں ملا، یہ سعادت جامعہ ملیہ اور مسلم یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ کو حاصل ہے کہ اپنے عمل سے ان غیر مسلم بھائیوں کے دلوں کو تسخیر کر لیں، وہ جب یہاں سے جائیں اور ان کے سامنے کوئی مسلمان کی برائی بیان کرے تو بپھر جائیں اور کہیں کہ تم ناواقفیت کی وجہ سے برائی کرتے ہو، میں چار برس ایک مسلمان دانشگاہ میں رہا ہوں جہاں اکثریت مسلمانوں کی تھی میں نے مسلمانوں کے یہ اخلاق دیکھے ہیں، میں نے ان کو غریبوں کی مدد کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے اپنے ممتحنین کو دیکھا ہے کہ وہ ہندو مسلمان میں کوئی فرق نہیں کرتے، میں نے اقامت خانوں اور ہوسٹلوں میں دیکھا ہے کہ ہمارے وارڈن اور ہمارے نگراں ہم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے اور اس میں ہندو مسلمان کا کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ ان کی یہ شہادت ہندوستان کے سیاسی مسئلہ پر اثر انداز ہوگی اور بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ (جاری)

بقیہ ص ۱۵

علیا اولیٰ ادب: قیصر حسین، عبدالخالق اعظمی

علیا ثانیہ ادب و شریعہ: سرفراز عالم، عارف جنید

ان دونوں مقابلوں میں انعام کے مستحق طلبہ کو حضرت مولانا کے ہاتھوں نقدی انعامات پیش کئے گئے۔

طلبہ معہد کا تعلیمی ہفتہ

معہد دارالعلوم جو کہ ندوۃ العلماء کے اپنے ہی احاطہ میں اس کی ابتدائی اور ثانوی درس گاہ ہے تعلیمی سال کے آخری مرحلہ پر اس نے اپنا تعلیمی ہفتہ منایا اور نوعمر و کمسن طلبہ نے مختلف ثقافتی و ادبی پروگراموں کے علاوہ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی تقاریر میں حصہ لیا اور انعام کے مستحق قرار پائے۔ تقسیم انعامات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور ماسٹر عبدالسمیع صدیقی کے ہاتھوں انجام پایا۔ عربی، اردو، ہندی اور انگریزی تقاریر میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ بالترتیب:

عربی تقریر: ارشد حسین، صغیر عالم، سید محمد حبیب

اردو تقریر: محمد صغیر، صغیر عالم، نثار احمد

ہندی تقریر: عبدالمجید، محمد اکرم قمر الہدیٰ

انگریزی تقریر: ارشد حسین، حبیب حسن، محمد سلیمان

نام کتاب: تنقید و تحریک ۔ مصنف: ڈاکٹر احمد سجاد ۔ سائز $\frac{18 \times 12}{16}$
صفحات ۱۲۸ ۔ کتابت طباعت مناسب ۔ قیمت: پچیس روپے
ناشر گہوارۂ ادب، طارق منزل، بریاتو، رانچی

ڈاکٹر احمد سجاد صاحب رانچی یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے پروفیسر ہیں، بہت سی علاقائی انجمنوں اور اداروں کے صدر یا ممبر ہیں۔ ادیبانہ ذہن، دعوتی فکر، فعال طبیعت اور تحریکی مزاج رکھتے ہیں، بہت سی ادبی و فکری مضامین اور کتابوں کے مصنف ہیں۔

زیر نظر کتاب "تنقید و تحریک" ان کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے، ابتدائی حصے میں ادبی نظریات پر بحث ہے۔ مصنف ادب میں ادبی معیاروں اور ادبی قدروں کو لازمی قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس میں مقصدیت، فکری رفعت اور اخلاقی اقدار کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں، انھوں نے ظاہر کیا کہ حیات و کائنات کا وجود ایک اعلیٰ مقصد کے لئے ہے، اور چونکہ ادب زندگی کا ایک جزو ہے اس لئے اسے بھی اعلیٰ ہونا چاہئے، تخلیق دراصل تحریک کا نتیجہ ہوتی ہے، تو جس معیار اور جن اقدار کی حامل تحریک ہوگی اسی معیار کی تخلیق اور انھیں اقدار کا ادب ظہور پذیر ہوگا ادبی نظریات میں ایک نظریہ مارکسی نظریہ ہے کہ زندگی ایک طبقاتی کشمکش کا نام ہے اسی لئے ادب بھی اسی کا ترجمان ہے، جدیدیت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کسی اخلاقی مقصد اور واضح نصب العین کے بغیر ہماری جدید نسل اور جدید فنکار روحانی اضطراب و کشمکش، ذہنی انتشار اور خود فراموشی میں مبتلا ہے۔ اس کو مریضانہ اور کچلی ہوئی ذہنیت سے نکالنے کے لئے مقصدیت اور اخلاقی اقدار کی ضرورت ہے۔

ادبی شخصیات کا مطالعہ کرتے ہوئے اقبال و غالب کی عظمت کا اپنے انداز سے تجزیہ پیش کیا ہے۔ پھر جمیل مظہری کو اقبال کا شاگرد معنوی قرار دیا ہے کہ اقبال کے اسلامی، عجمی اور ہندی افکار ہی سے جمیل مظہری کے فکر و فن کا ظہور ہوا ہے۔ لیکن دونوں کا فرق ان کے آئیڈیل ہی سے واضح ہو جاتا ہے، ایک نے شاہین کو اختیار کیا ہے تو دوسرے نے "الو" کو۔ ایک خودی کو انسانی عظمت کی علامت بتاتا ہے تو دوسرا اسے گمراہی خیال کرتا ہے۔ فتدبر

آخری باب میں ادبی مسائل پیش کئے ہیں، اس کے لئے علمی و عملی راہیں متعین کی ہیں، اس میں اپنی رائے بھی دی ہے اور دوسروں کو غور و فکر کی دعوت بھی دی ہے۔

کتاب کی ادبی قدر و قیمت تو کوئی ادیب ہی مقرر کر سکتا ہے البتہ اس کے مطالعہ سے جو تاثر ہوتا ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب کے قلم میں خود اعتمادی، اسلوب نگارش میں توازن اور سنجیدگی ہے، تنقید میں محض تقلید نہیں کرتے بلکہ اپنے انفرادی نظریات رکھتے ہیں جس کا جرأت کے ساتھ اظہار کرتے ہیں —— حسب دستور ایک غلط نامہ کتاب کے آخر میں شامل ہے اس کے علاوہ بھی بعض قابل توجہ باتیں نظر آئیں، صفحہ ۴۱ میں طبقات الشعراء کو الف مقصورہ سے لکھا گیا ہے جب کہ الف ممدودہ ہونا چاہئے ۔ صفحہ ۷۶ میں مکتبہ نولکشور کانپور لکھا گیا ہے جب کہ یہ مکتبہ لکھنؤ میں ہے۔ صفحہ ۸۳ پر شستگی کی ترکیب استعمال کی گئی ہے جو محل نظر ہے۔

—مجموعی طور پر کتابت طباعت مناسب ہے۔ کتاب کی ضخامت (۱۲۸ صفحات) کے لحاظ سے اسکی قیمت پچیس روپے بہت زیادہ ہے۔

نام کتاب: کلام عربی حصہ اول، مصنف: قاضی زین العابدین صاحب میرٹھی
سائز: $\frac{30 \times 20}{16}$ ، صفحات: ۱۲۰
طباعت لائق توجہ ، قیمت: چار روپے
پتہ: مکتبہ علمیہ ، قاضی اسٹریٹ ، میرٹھ

اس صدی کے ابتدائی ربع میں کچھ دردمند علماء نے عربی نصاب تعلیم کی طرف توجہ کی اور آسان و جدید اسلوب میں عربی زبان کی تعلیم اور پرانے جامد نصاب کی جگہ جدید مفید نصاب تعلیم کی آواز اٹھائی، دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اس میں قائدانہ رول ادا کیا اور اچھے اسلوب میں جذبہ نظریۂ تعلیم کے مطابق ایک پورا نصاب تیار کیا۔

قاضی زین العابدین صاحب کی زیر نظر کتاب "کلام عربی" بھی ایسی ہی ایک کوشش ہے۔ آج سے ۴۰-۴۲ سال پہلے انہوں نے مبتدی طلبہ کے لئے جدید نظریۂ تعلیم (براہ راست طریقہ) کے مطابق آسان اسلوب میں یہ کتاب دو حصوں میں مرتب کی، جس کے متعدد ایڈیشن پہلے نکل چکے ہیں اور نظر ثانی و مفید اضافوں کے ساتھ اس کا ساتواں ایڈیشن ہمارے سامنے ہے، کتاب میں ثقیل اسلوب اور لفظی و غیر ضروری مباحث سے پرہیز کیا گیا ہے۔ نحو و صرف کے مسائل کو ایک فلسفہ بنانے کے بجائے علمی ترتیب اور اچھے ڈھنگ سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں قواعد و ضوابط اور اس پر مشقیں ہیں اور دوسرے باب میں روزمرہ کے استعمال کے الفاظ اور ان پر تمرینات ہیں۔ تدریجی تعلیم اور املا و انشاء کی طرف پوری توجہ دی گئی ہے مگر مشقی جملوں میں مزید اضافہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ کتاب مبتدی طلبہ کے لئے مفید اور کامیاب کتاب ہے۔ کتابت و طباعت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سماجی بگاڑ اور اس کا علاج، سائز $\frac{30 \times 20}{16}$ صفحات ۱۶
قیمت: ۴۰ پیسے

ناشر: شعبۂ نشر و اشاعت، عوامی فلاحی سوسائٹی، اسلام نگر (بجوا)، پوسٹ ڈمری ضلع گونڈہ

زیر نظر کتابچہ ایک سمپوزیم کی رپورٹ ہے جو دہلی یونیورسٹی کے گاندھی بھون میں ۲۷ر جنوری سنہ کو بعنوان، "سماجی بگاڑ اور اس کا علاج" منعقد ہوا، جس کا اہتمام عوامی فلاحی سوسائٹی گونڈہ نے کیا تھا۔ اس مجلس مذاکرہ میں مسلم و غیر مسلم اہل علم اور معززین نے حصہ لیا۔

اختتامی تقریر کے سوا بقیہ تقریروں کے صرف خلاصے دئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے پڑھنے والے کو سمپوزیم کے بجائے فلاحی سوسائٹی کی افتتاحی تقریب کی تقریروں کا گمان ہوتا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے جنرل سکریٹری جناب حسین صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں بتایا ہے کہ موجودہ انسانی سوسائٹی کی بگاڑ اور تباہی و بربادی سب انسانی ہاتھوں کے کرتوت ہیں۔ ظهر الفساد فی البحر والبر بما کسبت ایدی الناس، اس لئے اس کا حل صرف خدائی قانون سے ہو سکتا ہے اور اسلام اس کے لئے اپنے اندر بہترین حل رکھتا ہے۔ کتابت طباعت عمدہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۸: گورنر کے گھر فاقہ

منہ نہیں دیکھنا پڑا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعید بن عامر کو ایک ہزار دینار بھیجے کہ وہ اپنی ضروریات میں صرف کریں، دیناروں کو دیکھ کر اہلیہ خوش ہوئیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری فکر سے بے نیاز کر دیا، اس سے آپ ہماری ضروریات خرید دیجئے اور ایک خادم رکھ لیجئے۔ بیوی کی باتیں سن کر سعید بن عامر نے فرمایا، تم اس سے بہتر چیز کی خواہاں نہیں ہو، نیک خو بیوی نے پوچھا وہ کیا؟ انہوں نے کہا اس کو ہم اسے دے دیں جو ہمیں پھر واپس کر دے اور بعد کی زندگی میں ہم کو اسکی زیادہ ضرورت ہوگی۔ انھوں نے کہا وہ کیا صورت ہے، فرمایا ہم اسے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیدیں، بیوی نے بڑی خوشی سے عرض کیا، بہت اچھا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

مجلس سے اٹھنے سے قبل یہ ساری رقم یتیموں، بیواؤں اور غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی۔

تاریخ اسلام کے علاوہ کہیں اور اس کی مثال ملے گی کہ حاکم خود فاقہ کرتا ہو اور رعایا کو کھلاتا پلاتا ہو۔ ★★

ندوہ کے شب و روز

(عطاء الرحمٰن صدیقی، متعلم فضیلت اول)

دارالعلوم میں تعلیمی سال کے اختتام پر طلب کی علمی سرگرمیوں، خطابت و تحریر النادی العربی کے مقابلے ہوتے ہیں جو طلبہ کی سال بھر کی اپنی آزادانہ محنت و دلچسپی کا مظہر ہوتے ہیں چنانچہ اس سال بھی جب کہ اب سالانہ امتحانات قریب آرہے ہیں یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور طلبہ نے اپنی دلچسپی اور شوق کا مظاہرہ کیا اور کامیاب طلبہ میں انعامات تقسیم ہوئے۔ ترتیب کچھ اس طرح ہے:-

جمعیۃ الاصلاح کلاں کے نتائج یہ ہیں:-

بزم خطابت علیا		بزم خطابت سفلیٰ	
انعام اول:	غلام ربانی	انعام اول:	شفیق الرحمٰن بجنوری
انعام دوم:	آفتاب دوم	انعام دوم:	کفیل الدین
انعام سوم:	نعیم اختر بجنوری	انعام سوم:	ضیاء اللہ نوشاد عالم

بزم سلیمانی علیا		بزم سلیمانی سفلیٰ	
انعام اول:	عطاء الرحمٰن صدیقی	انعام اول:	ضیاء اللہ نوشاد
انعام دوم:	خطیب عالم	انعام دوم:	نفیس احمد
انعام سوم:	غلام ربانی	انعام سوم:	کفیل الدین

صدر محترم کی صدارتی تقریر اور ناظم الاصلاح محمد ابراہیم صاحب (بلیبی) کے شکریہ کے ساتھ یہ روح پرور جلسہ مستقبل کی نیک تمناؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جمعیۃ الاصلاح کے اختتامی پروگراموں کے بعد ہی متصلاً انجمن الاصلاح خورد کے انعامی مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوا یہاں کچھ زیادہ ہی جوش و خروش نظر آیا ممکن ہے اس میں چھوٹے طلبا کے نئے نئے عزائم کو دخل ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے ابھی یہ نئے نئے بلند عزائم خود فریبی کا شکار نہ ہوئے ہوں۔ بہرحال سال رواں میں الاصلاح خورد کے انعامی پروگرام کے تین دور تھے ۲۱-۲۲-۲۳ر جمادی الثانی کو بالترتیب بزم خطابت طلباء معہد۔ بزم خطابت اور بزم سلیمانی کی نشستیں سلیمانیہ ہال میں منعقد ہوئیں جس میں مندرجہ ذیل طلباء نے نمایاں انعامات حاصل کئے۔

بزم خطابت طلباء معہد

اول: نیاض احمد، دوم: طارق شفیق، سوم: محمد اسلم، چہارم: احتشام الرحمٰن

بزم سلیمانی علیا		بزم سلیمانی سفلیٰ	
انعام اول:	منیر احمد	انعام اول:	مشہود السلام
انعام دوم:	عبدالماجد کشمیری	انعام دوم:	محمد وصاف عالم
انعام سوم:	بہاء الدین	انعام سوم:	محمد عمیر

بزم خطابت علیا		بزم خطابت سفلیٰ	
انعام اول	عبداللہ بستوی	انعام اول:	محمد وصاف عالم
انعام دوم	ضیاء الدین پورنوی	انعام دوم:	رشید احمد
انعام سوم	عبدالماجد کشمیری	انعام سوم:	عبدالحمید کشمیری

تعلیمی سال کے اختتامی مراحل طلباء کے مختلف ثقافتی پروگراموں کے شباب کا زمانہ ہوتا ہے اور مختلف شعبوں اور ہوسٹلوں کے تحت سالانہ انعامی مقابلے منعقد ہوتے ہیں۔ جہاں طلبہ کی ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز جمعیۃ الاصلاح اور اس کے دلچسپ پروگرام ہیں، وہیں دارالعلوم کے امتیاز کا دوسرا رخ النادی العربی کے پروگرام ہیں۔

اس سال النادی العربی کے انعامی پروگرام درجات کی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کئے گئے ہیں جن کا سلسلہ قریب بہ اختتام ہے مگر عمومی پیمانہ پر بھی النادی العربی کی جانب سے اللجنۃ الثقافیۃ کے سکریٹری صدر الحسن صاحب نے تین خصوصی پروگرام مندرجہ ذیل تاریخوں میں منعقد کرائے۔ ثقافیہ کے تحت الدراسات العلیا کے کسی بھی طالب علم کو کوئی خاص موضوع دے کر مقالہ تیار کرایا جاتا ہے اور سامعین مقالہ نگار سے بھرپور مناقشہ کرتے ہیں۔ امسال مناقشہ و مقالہ کے تین پروگرام علی الترتیب ۱۲ر، ۱۷ر اور ۲۶ر جمادی الثانی کو منعقد ہوئے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے مختلف عناوین پر مقالے پیش کئے۔

نجم الہدیٰ صاحب (متعلم تکمیل سال آخر) موضوع: الاتجاهات الحديثة في العالم العربي۔

سرفراز عالم صاحب (متعلم تخصص ادب دوم) موضوع: مواقف مع ابی تمام۔

ابو سحبان ندوی (استاذ دارالعلوم) موضوع: صور من منهج الرسول في التربية والتعليم۔

ان تینوں مجلسوں کی صدارت اساتذۂ گرامی مولانا محمد رابع صاحب ندوی، مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی اور مولانا ابوبکر صاحب ندوی مدظلہم نے فرمائی۔

تعلیمی سال کے آخری مراحل کا یہ دلچسپ و ہنگامہ خیز مرحلہ آئندہ کے خوشگوار عزائم کے تصور کے ساتھ ختم ہوا اور اب طلباء کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہے۔ سالانہ امتحان اور اس کی تیاری۔ امسال تمام انعامی پروگرام اپنی سابقہ روش کے خلاف جلد کرا لیے گئے ہیں اس طرح طلباء کو سالانہ امتحان کی تیاری کا بھرپور موقع میسر ہے اور انھوں نے بھی ہر طرف سے بے نیاز و یکسو ہو کر درسی دور و مذاکرے کے ماحول کو زندہ کر رکھا ہے۔

النادی العربی کے تقریری اور تحریری مقابلے

آخری سال ہونے کی وجہ سے النادی العربی نے گذشتہ سالوں کے برخلاف ثانویہ اور عالیہ کے ہر ہر درجہ کے الگ تقریری مقابلہ کا اہتمام کیا اور طلبہ نے ان عنوانات پر جو چند گھنٹہ قبل دیئے گئے تھے برجستگی سے اظہار خیال کیا اور انعام کے مستحق قرار پائے اور بالترتیب اول، دوم، سوم آئے۔

اعدادیہ حفظ: محمد ہاشم، محمد عمیر، اسعد اللہ
ثانویہ رابعہ: وصاف عالم، طاہر حسین، رشید احمد
ثانویہ خامسہ: بہاء الدین، محمد زبیر، حبیب الحسینی
عالیہ اولیٰ: کفیل الدین، بہاء الدین، اسعد اللہ
عالیہ ثانیہ: بشیر الدین، محمد شاکر، محمد زکریا
عالیہ ثالثہ: محمد حشمت اللہ، احمد الحسینی، جعفر مسعود اور عزیز احمد مشترکہ

تحریری مقابلے

دراسات علیا کے طلبہ کے لئے تحریری مقابلوں کا اہتمام کیا گیا تھا اور ان کو البعث اور الرائد کے قریب ترین چار چار اشاعتوں کو مطالعہ کے لئے مقرر کر دیا گیا تھا اور ان میں شائع شدہ کسی ایک موضوع پر جو ٹسٹ کے وقت دیا گیا اس کی اصل روح، طرز تحریر اور مرکزی تخیل و فکر کو سامنے رکھ کر، لکھنے کے لئے ایک مقالہ دیا گیا اور اس میں بالترتیب آنے والے طلبہ،

عالیہ رابعہ شریعہ و ادب: غلام ربانی، محمد طاہر و شمیم احمد (مشترکہ)
علیا اولیٰ شریعہ: ولی اللہ، نعمان الدین

(بقیہ ص ۱۳ پر)